اسلام علیکم

میرے خیال سے یہ کوی بڑا کام نہی کیا انہوں نے اپنے ﷺ حضرت کی سنت پوری کری ہے اس نے علماء دیوبند کی عبارات کو ایڈٹ کیا اور س نے میری پوسٹ کو میں نے تمہارے لکھا تھا اگر ان ک پاس جواب تھا تو پوسٹ ایڈیٹ کیوں کی اور یہ سچ ہے میرے پاس وہ تصویر بھی ہے ان کے عالم کی جس نے اپنے داڑھی کٹوای تھی صرف اپنی جان بچانے کہ لیے

خود تو تم لوگ ہمارے اکابر کو بڑی گالیاں دیتے ہو اور پھر امید بھی کرتے ہو کہ ہم کچھ نہ کہیں - پہلی بات یہ کی سیبج نے اپنی کسی بات کا حوالہ نہی دیا اور ایویں ہی چھوڑی ہیں -

اگر جواب ہو تو جواب دیا کرو نہ کہ ایڈیٹنگ پوسٹس

پرستاروں کا یہ دعویٰ کہ عبارت میں حصر ہے قطعاً جھوٹ ہے اور طفل تسلی سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ پھر نانوتوی صاحب نے اہل فہم (عقل مندوں اور دانشوروں) کی نمائندگی کرتے ہوئے جو اعتراضات کئے ہیں وہ سارے کے سارے آخری نبی ہونے پر ہیں نہ کہ حصر پر۔ مزید یہ کہ خاتم النبیین کا مسنون ومتواتر وقطعی واجماعی معنی وتفسیر صرف اور صرف فقط آخری نبی ہی ہے اور اس معنی پر اعتراضات کر کے کوئی نیا معنی ایجاد کرنا یقیناً تفسیر بالرائے کے زمرہ میں آتا ہے۔ یقیناً ایسے کو وک نادان کا "بقول خود" اسلام برائے نام ہے۔

رہ گیا چوتھا اعتراض کہ متعدد عبارات نانوتوی سے ثابت ہے کہ وہ خاتمیت زمانی کے قائل ہیں اور خاتمیت زمانی کے انکار کو کفر سمجھتے ہیں۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ نانوتوی صاب کی عبارات میں یہاں تضاد پایا جاتا ہے کہ وہ خاتمیت زمانی مانتے بھی ہیں اور نہیں بھی مانتے۔ تحذیر الناس کے ابتداء ہی میں خاتمیت زمانی ماننے کی قباحتیں وہ یوں بیان کرتا ہے کہ "اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی"۔

اس صورت میں وہ خدا تعالیٰ کے لئے زیادہ گوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نقصان قدر اور کلام خدا میں بے ربطی کے اعتراضات سے ڈراتا ہے تاکہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی کا قول صحیح نہ مانا جائے۔ اتنی قباحتوں اور گستاخیوں سے آلودہ کر کے خاتمیت زمانی کو وہ بالفرض مانا بھی تو کیا مانا؟۔ بلکہ تاہم نانوتوی تو خاتمیت زمانی کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے لائق ہی نہیں سمجھتا، ملاحظہ ہو تحذیر الناس ص ۱۲ پر وہ لکھتا ہے کہ "شایان شان محمدی صلعم خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی"۔ اسی طرح تحذیر الناس ص ۳۳۔۳۴ پر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت کا اپنا موقف پیش کر کے لکھتا ہے کہ "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔ اگر نانوتوی خاتمیت زمانی کا قائل ہوتا تو لکھتا کہ "خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آئے گا"۔ حالانکہ تحذیر الناس ص ۱۰ پر خود لکھ چکا تھا کہ "ایسے ہی ختم نبوت بمعنی معروض (یعنی نبی بالذات ماننے) کو تاخر زمانی لازم ہے"۔ لازم اوپر باطل ہو چکا تو ملزوم بھی باقی نہ رہا۔ معاذ اللہ۔ یونہی تحذیر الناس ص ۵ پر لکھا ہے کہ "موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہوتا ہے"۔ اور تحذیر الناس ص ۷ پر لکھتا ہے کہ "وصف ایمانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں بالذات ہو اور مومنین میں بالعرض"۔ اگر نبی بالذات ماننے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننا لازم آتا تھا تو نانوتوی پرست ان مذکورہ دو عبارتوں کو سامنے رکھ کر بتلائیں کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مومن بالذات ماننے سے لازم نہیں آتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری مومن ہیں اور آپ کے بعد کوئی بھی مومن نہیں ہے معاذ اللہ۔ چلئے اب خاتم النبیین کے معنی مسنون ومتواتر وقطعی واجماعی کو عامیانہ خیال قرار دینے والے نام نہاد اہل فہم کی بے ایمانی ان کی اپنی کتاب سے ہی لازم آرہی ہے، کہیے اب حسام الحرمین کی کیا شکایت ہے؟۔

نبوت بالذات کے ساتھ ساتھ ایمان بالذات کا قول بھی تحذیر الناس میں ہی موجود ہے۔ تاکہ صاحبان خود ہی انصاف کریں اور آپ ہی فیصلہ دیں کہ بانی دیوبندیت نے یہ کیا لکھا ہے؟۔ متنازعہ فیہ عبارات کو تو المہند والے نے پیش ہی نہیں کیا تھا بلکہ خود ایک فرضی خلاصہ بنا کر پیش کیا۔ پورے مکہ معظمہ میں صرف ایک ہی مکی عالم نے المہند کے صرف انہی فرضی مضامین کی تائید کی۔ (دوسرا افغان نواب، تیسرا مہاجر اور چوتھا افغانی تھا، دیگر دو نے رجوع کر لیا مگر پھر بھی ان کی تائید المہند میں شامل ہے) مدینہ منورہ میں دو عالموں نے صرف انہی فرضی خلاصوں کی تائید کی۔ مگر ساتھ ساتھ ایک نے مسئلہ امکان کذب جاری کرنے

تحذیر الناس کے دفاع کا تعاقب

''تحذیر الناس'' کے دفاع میں اب تک جو کہا گیا!

(**پہلا اعتراض**) مولانا احمد رضا خاں نے اردو نہ جاننے والے عربی علماء کو دھوکا دینے کے لئے تحذیر الناس کی تین متفرق عبارتوں کو اس طرح جوڑا ہے کہ کفریہ معنی پیدا ہو گیا ہے۔

(**دوسرا اعتراض**) اور یہ کہ ''تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں'' کا ترجمہ ''لا فضل فیہ اصلا'' کیا ہے، بالذات کا ترجمہ نہیں کیا گیا ورنہ اس قید سے فضیلت بالعرض ثابت ہوتی۔

(**تیسرا اعتراض**) اور یہ کہ مولانا نانوتوی خاتم النبیین کے معنی ''آخری نبی'' میں منحصر کرنے کے خلاف ہیں، کہ صرف اور صرف یہی معنی ہے اور کچھ نہیں۔

(**چوتھا اعتراض**) اور یہ کہ مولانا خاتمیت زمانی کے قائل ہیں اور اس کا انکار کفر سمجھتے ہیں، لہذا ثابت ہو گیا کہ تحذیر الناس کی متنازعہ عبارات برحق ہیں۔

اس سلسلے میں پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ عربی علما تو اردو سے بے خبر تھے، تیس سال سے جو بدایوں، بریلی، رامپور، لکھنو، بمبئی، دہلی، پنجاب اور پورے ہندوستان بھر کے علما تحذیر الناس کے خلاف فتوے دے چکے تھے، کیا وہ بھی اردو سے بے خبر تھے؟ کیا انہیں بھی مولانا احمد رضا خان نے ہی تین متفرق عبارتوں کو جوڑ کر کوئی اور تحذیر الناس بنا کر پیش کی تھی؟ پھر کیا عربی علما تکفیر جیسے مسئلہ پر اتنے متساہل تھے کہ اصل کتاب کا ترجمہ بھی کسی معتمد مترجم سے نہ کروا لیتے؟ کیا شیخ الدلائل مولانا عبد الحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اردو نہ آتی تھی؟ پھر ۱۳۴۵ھ میں مولانا حشمت علی خاں علیہ الرحمہ نے ''الصوارم الہندیہ'' شائع کی، جس میں ۲۶۸ اردو دان علماء کرام سے حسام الحرمین کے فتووں کی تائید میں فتوے شائع کیے گئے۔ لہذا اسلامی ٹکڑے جوڑ کر کفریہ عبارت بنانے کا اعتراض بالکل لغو ہے۔ متنازعہ عبارات تحذیر الناس میں ہر عبارت مکمل مفہوم دیتی ہے اور مستقل کفریہ ہے۔ یہ تینوں عبارات تین علیحدہ علیحدہ کفر ہیں، تین کفریہ عبارات کو جمع کرنے کے لئے ترتیب کی کیا ضرورت ہے؟۔

دوسرے اعتراض کے سلسلے میں عرض ہے کہ (میں بالذات کچھ فضیلت نہیں) کا ترجمہ (لا فضل فیہ اصلا) درست ہے، کیونکہ تحذیر الناس صفحہ ۱۳ پر ہے کہ ''موصوف بالعرض موصوف بالذات کے فرع ہوتے ہیں، موصوف بالذات اوصاف عرضیہ کا اصل ہوتا ہے۔'' لہذا ''بالذات'' کا ترجمہ ''اصلا'' کرنا درست ہے۔ نیز صاحب تحذیر اگر مقام مدح میں بالعرض فضیلت ہی کا قائل ہوتا تو یہ اعتراض نہ لکھتا کہ ''پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے'' (تحذیر الناس ص ۵) نیز یہ کہ صاحب تحذیر نے اپنے مکتوب میں تو بالذات کی قید خود ہی اڑا دی ہے، لکھتا ہے کہ ''خاتم النبیین کے معنی سطحی نظر والوں کے نزدیک تو یہی ہیں کہ زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم گذشتہ انبیاء کے زمانے سے آخر کا ہے اور اب کوئی نبی نہیں آئے گا مگر آپ جانتے ہیں کہ یہ ایک ایسی بات ہے کہ جس میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ تو تعریف (مدح) ہے اور نہ کوئی برائی''۔ (انوار النجوم ترجمہ قاسم العلوم ص ۷۸۔۷۹) اب کون کہے کہ نانوتوی صاحب نے بھی اپنی بات میں خیانت کی ہے؟۔

تیسرے اعتراض کے سلسلے میں عرض ہے کہ نانوتوی صاحب نے لکھا ہے کہ ''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیا سابق کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم''۔ نانوتوی کے کلام میں حصر کا کوئی کلمہ موجود ہی نہیں ہے۔ اگر وہ لکھتے کہ ''بایں معنی ہی ہے'' یا ''فقط بایں معنی ہے'' یا ''صرف بایں معنی ہے'' تو حصر کا دعویٰ ہو سکتا تھا، مگر اب اس کے

درجۂ تواتر کو پہنچ چکا ہے، پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہوگیا ہے، گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا کہ تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا کہ اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر کافر ہوگا۔ انتہی کلامہ۔

نانوتوی صاحب کے نزدیک رکعات وتر بھی متواتر ہیں

نانوتوی صاحب نے اس عبارت میں اعداد رکعات فرائض کے تواتر میں وتر کو بھی شامل کرلیا ہے جیسا کہ نانوتوی صاحب کی عبارت سے واضح ہے، ہر مسلمان جانتا ہے کہ اعداد رکعات فرائض کا منکر اسی لئے کافر ہے کہ یہ اعداد تواتر سے ثابت ہیں اور تواتر شرعی کا منکر کافر ہوتا ہے، جب نانوتوی صاحب نے اس تواتر میں وتر کو بھی شامل کرلیا تو نانوتوی صاحب کے نزدیک وتر کی تعداد رکعات کا منکر بھی کافر قرار پائے گا اور کافر بھی ایسا جیسا کہ ختم نبوت کا منکر کافر ہوتا ہے لیکن ہر مسلمان جانتا ہے کہ فرائض کی طرح وتر تواتر میں شامل نہیں، آج تک فرضوں کی کی رکعتوں میں اختلاف نہیں پایا گیا، کسی مسلمان نے یہ نہیں کہا کہ مثلاً ظہر کے تین فرض جائز ہیں یا مغرب کے فرضوں کی دو رکعت پڑھ لی جائیں تو نماز ہو جائے گی، بخلاف وتر کے سلف صالحین سے لے کر آج تک وتر کی رکعتوں میں اختلاف چلا آرہا ہے۔

بخاری شریف میں ہے : قال القاسم رأينا اناسا منذ ادركنا يوترون بثلاث وان كلا لواسع وارجوان لا يكون بشئي منه بأس انتهى۔ بخاری شریف جلد اوّل، ص ۱۳۵

یعنی سیدنا صدیق اکبر کے پوتے حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ہم نے جب سے لوگوں کو پایا انہیں تین رکعات وتر پڑھتے دیکھا اور گنجائش سب میں ہے، مجھے امید ہے کہ کسی شئے میں کچھ مضائقہ نہ ہو۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں اس کے تحت فرماتے ہیں!

قال الكرماني قوله (اى قاسم بن محمد بن ابى بكر) ان كلا اى وان ل واحدة من الركعة او الثلاث والخمس والسبع وغير ها جائز انتهى (فتح الباری، جلد۲، ص ۳۸۹)

یعنی علامہ کرمانی نے فرمایا کہ حضرت قاسم بن محمد کے قول ان کلا کے معنی یہ ہیں کہ وتر ایک رکعت، تین رکعت، پانچ رکعت اور سات وغیرہ سب جائز ہیں، یہ مسئلہ اُمت مسلمہ کے نزدیک قطعی اجماعی ہے، فرائض کی رکعات کی تعداد تواتر سے ثابت ہے، اس لئے اس کا منکر کافر ہے، اور ظاہر ہے کہ وتر کی رکعات کی تعداد تواتر سے ثابت نہیں، لہٰذا اس کا منکر کافر نہ ہوگا، مگر نانوتوی صاحب نے دونوں کو تواتر میں شامل کر کے تعداد رکعات وتر کے منکر کو بھی کافر قرار دے دیا، اس لئے نانوتوی صاحب کے نزدیک معاذ اللہ وہ وہ تمام اسلاف کرام اور ائمہ دین کافر قرار پائیں گے جنہوں نے تعداد رکعات وتر میں اختلاف کیا، اب اگر آپ نانوتوی صاحب کے خلاف اُمت مسلمہ کے مسلک کو حق سمجھتے ہیں تو ان پر اجماع قطعی کے انکار کا حکم لگانا پڑے گا اور ساتھ ہی یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ ان کی عبارت منقولہ بالا کے مفہوم میں صریح تضاد ہے کہ اعداد رکعات فرائض کے منکر کی طرح ختم نبوت کا منکر کافر ہے اور اعداد رکعات وتر کے منکر کی طرح وہ کافر نہیں، متضاد عبارت کسی دعوٰی کی دلیل نہیں بن سکتی، لہٰذا تحذیر الناس کی اس عبارت سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ منکر ختم نبوت ان کے نزدیک کافر ہے۔

باقی نانوتوی صاحب کی دوسری کتابوں سے یہ لکھ دینا کہ ''خاتمیت زمانی اپنا عقیدہ ہے'' ''ناحق تہمت کا کچھ علاج نہیں'' (مناظرہ عجیبیہ، ص ۳۹)

تو عرض ہے کہ محض قلم سے لکھ دینے سے کوئی اسلامی عقیدہ ثابت نہیں ہوتا جب تک اس کے خلاف اپنے لکھے ہوئے غیر اسلامی عقیدے سے توبہ نہ کرلے، دیکھئے مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ بھی کیا اور حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے کا اقرار بھی اپنی تحریروں میں کیا، لیکن چونکہ وہ اپنے دعویٰ نبوت سے تائب نہیں ہوا، اس لئے اس کی تحریروں میں حضور ﷺ کے آخر النبیین ہونے کا اقرار اسے کچھ فائدہ نہ پہنچا سکا۔ لہٰذا آپ نانوتوی صاحب کی لاکھ عبارتیں بھی ایسی دکھائیں جن میں وہ ختم زمانی کو اپنا عقیدہ قرار دیتے ہیں سب نا قابل قبول ہیں، جب تک آپ اُن کی اُن عبارات سے توبہ ثابت نہ کریں جن میں انہوں نے ختم زمانی سے انکار کیا ہے۔

کاندھلوی صاحب نے یہ بھی لکھا کہ نانوتوی صاحب نے لفظ ''بالفرض'' استعمال کیا ہے۔

تو جناب عرض ہے کہ نانوتوی صاحب نے شرطیہ فقرہ بول کر اس کی جزا غیر اسلامی نکالی ہے، نانوتوی صاحب کو یہ لکھنا چاہئے تھا کہ ''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آئے گا'' لیکن انہوں نے لکھا کہ ''خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا'' تو جناب خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آئے گا جیسا کہ بفرض محال دوسرا اللہ پایا جائے تو اللہ تعالیٰ کی توحید میں ضرور فرق آئے گا، جو شخص اس فرق کا منکر ہے وہ نہ توحید باری کا سمجھا اور نہ ختم نبوت پر ایمان لایا۔

دیوبندیوں کے بھائی غیر مقلدوں کو بھی اب ہوش آ گیا ہے، چنانچہ مولوی یحییٰ گوندلوی غیر مقلد (لاہور) نے ''مطرقۃ الحدید'' میں اور مولوی عبد الغفور اثری غیر مقلد نے ''حنفیت اور مرزائیت'' ص ۱۴۰۔۱۴۱ پر تحذیر الناس کی عبارت کو مرزائیت (کفر) بتلایا ہے۔ سید طالب الرحمٰن (مناظر غیر مقلدین، راولپنڈی) نے بھی تحذیر الناس کے خلاف یہی فتویٰ دیا ہے۔

پر ان کو ڈانٹا اور دوسرے نے میلاد شریف اور اختیارات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے ان کا رد کیا ۔علمائے ازہر نے بھی میلاد شریف کے حوالہ سے دیو بندی موقف کو مردود ٹھہرایا ۔لہذا المہند سے حسام الحرمین کا جواب نہ ہوا بلکہ متنازعہ عبارات چھپا کر ایک اعتبار سے تائید ہوئی ہے۔

دیو بندی سے مکتبہ راشد کمپنی نے تحذیر الناس شائع کی تو عبارت یوں بدل دی کہ "اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جائے تو بھی خاتمیت محمدی میں فرق نہ آئے گا "۔(پیدا ہو) کی جگہ (فرض کیا جائے)لکھا گیا مگر اصل کفر پر نظر نہ جا سکی ۔اگر (فرق نہ آئے گا) کی جگہ (فرق آئے گا) لکھتے تو البتہ اس عبارت سے کفر ختم ہو سکتا تھا مگر یہ تو بزعم خویش اہل فہم ہیں، ان کو کون سمجھائے؟۔

مناظرین دیو بندیت جتنی چالیں چلیں مگر قاسم نانوتوی کے پوتے قاری طیب صاحب نے پوری دلیری کے ساتھ اپنے دادا کی تعلیم کو واضح کیا ہے کہ "ختم نبوت کا یہ معنی لینا کہ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا، یہ دنیا کو دھوکہ دینا ہے ....ختم نبوت کے معنی قطع نبوت کے نہیں بلکہ کمال نبوت اور تکمیل نبوت کے ہیں "۔(خطبات حکیم الاسلام، ج ا،ص ۴۷)جب کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ نبی "(ترمذی شریف) قاری طیب نے مزید لکھا ہے کہ "حضور کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی بلکہ نبوت بخش بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آ گیا نبی ہو گیا "۔(آفتاب نبوت ۔ص ۱۹) اس پر دیو بندی سے عامر عثمانی کو لکھنا پڑا کہ "حضرت مہتمم صاحب نے حضور کو نبوت بخش کہا تھا، مرزا صاحب نبی تراش کہہ رہے ہیں حرفوں کا فرق ہے معنی کا نہیں "۔(تجلی نقد و نظر نمبر ،ص ۸۷) قاسم نانوتوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نبوت بالذات اور باقی انبیاء کے لئے بالعرض نبوت کا قول کیا یعنی باقی انبیاء کے لئے ظلی نبوت کا قول کیا ،وہ لکھتا ہے کہ "غرض اور انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظل اور عکس محمدی ہے کوئی کمال ذاتی نہیں "۔(تحذیر ،ص ۳۸)مولوی انور شاہ کشمیری نے نبوت بالذات اور بالعرض کی تقسیم کو قرآن پر زیادتی اور محض اتباع ہوا قرار دیا ہے (یعنی خواہش نفسانی کی پیروی) ۔(خاتم النبین ،ص ۳۸) اور آپ نے "عقیدۃ الاسلام" ص ۲۰۶ پر اس تقسیم کو ناجائز قرار دیا ہے ۔"فیض الباری ،ج ۳ ،ص ۳۳۴ پر انہوں نے نانوتوی کی تشریح اثر ابن عباس کو خلاف قرآن ظاہر کیا ہے، اور نانوتوی پر ما لیس لک بہ علم (جس چیز کا تجھے علم نہیں) میں دخل دینے کا طعن کیا ہے ۔دیو بندی مناظر محمد امین صفدر اوکاڑوی نے تجلیات صفدر، ج ۲ ،ص ۵۹۲ پر لکھا ہے کہ "اگر کوئی کہے کہ میں آپ کو خاتم النبین تو مانتا ہوں مگر خاتم النبیین کا معنی نبی گر ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہریں لگا لگا کر نبی بنایا کرتے تھے تو یہ بھی کفر ہے "۔

قاسم نانوتوی کی کتاب "تحذیر الناس" کی عبارات کی تشریح کی جو کہ دار الاشاعت کراچی کی شائع کردہ کتاب میں دی گئی ہے۔

کاندھلوی صاحب نے نانوتوی صاحب کے خاتمیت زمانیہ ماننے کی دلیل یہ دی ہے کہ :

" مولانا محمد قاسم صاحب فرماتے ہیں کہ حضور کی خاتمیت زمانیہ قرآن اور حدیث متواتر اور اجماع اُمت سے ثابت ہے اور حضور کی خاتمیت زمانیہ کا منکر ایسا ہی کافر ہے جیسا کہ رکعات نماز کا منکر کافر ہے، چنانچہ تحذیر الناس کے ص ا پر تحریر ہے فرماتے ہیں!

سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو خاتمیت ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے ادھر تصریحات نبوی مثل انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی او کما قال۔

جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے، کیونکہ یہ مضمون

قادیانیت اور دیوبندیت کے رشتے بہت گہرے ہیں

مرزائیوں نے مولوی سرور شاہ فاضل دیوبند کے مرزائیت کی خدمت کرنے اور مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کی روح کو جس طرح خراج عقیدت پیش کیا ہے اس کا عکس نیچے دیکھ لیں!

مولوی ابوالکلام آزاد دیوبندی سابق صدر کانگریس اظہار تعزیت کے لئے مرزا قادیانی کے جنازے کے ساتھ لاہور سے بٹالہ ضلع گورداسپور گئے اس کا عکس بھی ملاحظہ فرمالیں۔

آخر میں مصور پاکستان علامہ اقبال علیہ الرحمہ کے تاثرات بھی پڑھ لیں جس کا انکشاف علامہ کے قریبی ساتھی سید نذیر نیازی مرحوم نے اپنی یادداشتوں میں کیا ہے جسے اقبال اکادمی کراچی نے ۱۹۷۱ء میں شائع کیا ہے، کہ دیوبندیت اور مرزائیت دونوں وھابیت کی پیداوار ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ اردو

ریویو آف ریلیجنز (قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

علی محمد اجمیری

بابت ماہ شعبان ۱۳۶۶ھ مطابق ماہ جولائی ۱۹۴۷ء نمبر ۷

جلد ۴۶ ماہ وفا ۱۳۲۶ ہش

نے توفیق عطا فرمائی جو سونے پر سہاگہ ثابت ہوئی، اور یہ تمام علوم ان کیلئے ایک روشن مشعل بن گئے۔ تفسیر القرآن میں حضرت مولوی صاحبؓ کی تصنیف تفسیر سروری سے (جو شروع سے آٹھویں پارے تک کی ہے) آپکے قرآنی علوم پر عبور کا پتہ چلتا ہے۔ پرانی تفسیروں کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تفسیر القرآن کے جو اصول بیان فرمائے ہیں، ان سب کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپنے قرآن مجید کے مشکل مقامات کو بڑی قابلیت سے حل کیا اور پرانے اور نئے علوم کو بہت عمدگی سے سمویا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوحِیْ اِلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ کے الہام میں جن جوانمردوں کی امداد کا وعدہ فرمایا تھا، ان میں سے حضرت مولوی صاحب مرحومؓ کا مقام بہت بلند ہے۔ آپ جوانی کے عالم ہی میں ملازمت چھوڑ کر امام الزمان علیہ السلام کے قدموں میں آ رہے اور پھر محبوب کے در پر ایسی دھونی رمائی کہ خدائی بلاوا کے سوا اور کوئی چیز آپکو یہاں سے جدا نہ کر سکی۔ آپؓ کا یہ انجام قابلِ صد رشک ہے۔

مدرسہ دیوبند نے جو حضرت مولٰنا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار ہے، بہت ہی تھوڑے لوگ ایسے پیدا کئے ہیں، جنہیں اس زمانہ کے امام کو پہچاننے کی سعادت نصیب ہوئی۔ بدقسمتی سے یہ مدرسہ ابتداء ہی سے جماعت احمدیہ کا ایک مخالف کیمپ بنا رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس مدرسہ کے مقدس بانی کی پاکیزہ روح نے یہاں کے چند نیک محصلین کی طبائع پر ایسا روحانی اثر ڈالا، کہ وہ حضرت امام الزمانؑ کے دست و بازو ثابت ہوئے، تا یہ چند نفوس اس مدرسہ سے نکلنے والے دوسرے علماء کی مخالفتوں کا کفارہ ثابت ہوں۔ ان چند نفوس میں سے حضرت مولٰنا سید محمد سرور شاہ صاحبؓ کا نام سرِ فہرست آتا ہے۔ آپؓ نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت جس بے نفسی اور خلوص سے سر انجام دی ہے، وہ یقیناً مدرسہ دیوبند کے بانی علیہ الرحمۃ کی روح کے لئے آرام اور راحت کا موجب ہوگی۔

یارانِ کہن
مطبوعاتِ چٹان
عبدالمجید سالک

مولانا ابوالکلام آزاد

جس زمانے میں مولانا ابوالکلام آزاد ابھی بے ریش و بروت النسان تھے اور نو عمری کے باوجود علم و فضل اور لسانی و طراری کے اعتبار سے اپنے ہمسروں اور ہمعصروں سے کوسوں آگے تھے۔ بمبئی میں آغا حشر۔ ابو نصر آہ۔ اور نظیر حسن سخا کے ساتھ عیسائیوں اور آریوں سے مناظرے کیا کرتے تھے اور اپنے اہتمام سے ایک ماہانہ رسالہ "بلاغ" بھی نکالتے تھے۔ مناظروں کے سلسلے میں انہیں مرزا غلام احمد قادیانی کی بعض ایسی کتابیں پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ جن میں عیسائیوں اور آریوں کے مقابلے میں اسلام کی حمایت کی گئی تھی۔ یاروں کا یہ مجمع ایک دفعہ تو فیصلہ ہی کر چکا تھا کہ پنجاب جائیں اور مرزا صاحب سے ملیں۔ لیکن اتفاقات زمانہ کی وجہ سے

یہ فیصلہ عمل میں نہ آسکا۔ بہرحال مولانا ابوالکلام مرزا صاحب کے دعوائے مسیحیت موعود سے تو کوئی سروکار نہ رکھتے تھے لیکن ان کی غیرت اسلامی اور حمیت دینی کے قدردان ضرور تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جن دنوں مولانا امرتسر کے اخبار "وکیل" کی ادارت پر مامور تھے اور مرزا صاحب کا انتقال انہی دنوں ہوا، تو مولانا نے مرزا صاحب کی خدمات اسلامی پر ایک شاندار تشذرہ لکھا۔ امرتسر سے لاہور آئے اور یہاں سے مرزا صاحب کے جنازے کے ساتھ بٹالہ تک گئے۔

ابوالکلام اور الہلال

مولانا شبلی نوعمر ابوالکلام آزاد کی علمیت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے "الندوہ" کی ادارت انہیں سونپ دی۔ مولانا کی نوعمری کی وجہ سے اکثر بزرگوں کو یقین نہ آتا تھا کہ جو فاضل جلیل "الندوہ" میں مضامین لکھتا ہے وہ یہی لڑکا ہے بلکہ مولانا حالی تو ایک دفعہ مولانا ابوالکلام کو مولانا ابوالکلام آزاد کا صاحبزادہ سمجھ بیٹھے تھے اور بعد میں بیحد حیرت اور ندامت کا اظہار کیا تھا۔ موجودہ صدی کے عشرۂ دوم کے آغاز میں مولانا ابوالکلام آزاد اور ان کا صحیفہ "الہلال" اس شان و شوکت سے خطابت و صحافت کے افق پر جلوہ گر ہوئے کہ ملک بھر کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ مسلمانوں کو اس سے پیشتر نہ تو ایسے روشن طبع، طباع و طرار اور ادیب و خطیب عالم دین کو دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا اور نہ ایسا اخبار ہی کبھی جاری ہوا تھا۔ جو اعلیٰ درجے کے کاغذ پر، نسخ ٹائپ میں، باتصویر اور بہترین مغربی ٹھاٹھ سے منصۂ شہود پہ آیا ہو۔ علوم و السنۂ مشرقیہ کے شیدائی، ادب و انشا کی خوبیوں کے رسیا اور مسلمانوں

نشستیں اور گفتگوئیں

[ایک بیاضِ یادداشت]

جزو اول

۱۹۳۸

(جنوری تا ۲۱ مارچ)

از

سید نذیر نیازی

★

اقبال اکادمی، کراچی (پاکستان)

سالک و مہر گئے تو کانگرسی اور یونینسٹ خیال مسلمانوں کی باتیں ہونے لگیں ، پھر قادیانیوں اور دیوبند کی ۔ حضرت علامہ نے فرمایا ''قادیان اور دیوبند اگرچہ ایک دوسرے کی ضد ہیں،لیکن دونوں کا سرچشمہ ایک ہے۱ اور دونوں اس تحریک کی پیداوار جسے عرف عام میں وہابیت کہا جاتا ہے ۔''

اس پر کہا گیا کہ دیوبند کی سیاسی روش تو انگریز دشمنی پر مبنی ہے ۔ دیوبند کی تو یہ رائے نہیں کہ انگریزی حکومت کی اطاعت مذہباً فرض ہے ، جیسا کہ قادیانی کہتے ہیں ۔

فرمایا ''انگریز دشمنی سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ ہم اسلام دشمنی اختیار کر لیں ۔ یہ کیا انگریز دشمنی ہے جس سے اسلام کو ضعف پہنچے ۔ ارباب دیوبند کو سمجھنا چاہیے کہ اس دشمنی میں وہ نادانستہ اس راستے پر چل رہے ہیں جو انگریزوں کا تجویز کردہ ہے ۔ انگریز چاہتے ہیں مسلمان جغرافی وطنیت کا اصول اختیار کر لیں تاکہ اسلام کی حیثیت ایک عقیدے سے زیادہ نہ رہے اور امت ، یعنی بطور ایک سیاسی اجتماعی نظام کے اس کی وحدت ختم ہو جائے۔ یہ کیسی انگریز دشمنی ہے ؟ یہ تو ان کے ہاتھوں میں کھیلنا ہے ۔''

اس پر عرض کیا گیا کہ اہل حدیث اقلیت میں ہیں اور اپنے عقائد میں بڑے متشدد ، لہذا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو دوسرے مسلمانوں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۹ سے

رشتہ قائم رکھتے ۔ رہے اس کے مسلمان ارکان سو انہیں یہ کہنے کی جرات ہی نہیں تھی کہ پنجاب کی حکومت اسلامی اکثریت کے ہاتھ میں ہونی چاہیے ۔ لہذا پنجاب کے مسلمان سیاسی اعتبار سے ہمیشہ دبے رہے اور یہی فی الحقیقت کانگرس کا مقصد بھی تھا ۔ پھر اسے فریب نفس کہیے ، یا عام مسلمانوں کی تسلی خاطر کے لیے ایک حیلہ کہ انہوں نے صوبائی اور ملکی معاملات میں تفریق کرتے ہوئے یہ عجیب و غریب روش اختیار کی کہ صوبے کے معاملات میں تو وہ ہندوؤں اور سکھوں کا ساتھ دیں گے ، ملکی معاملات میں لیگ کا حالانکہ ہندو اور سکھ کسی معاملے میں ان کا ساتھ دینے کے لیے تیار نہیں تھے ۔ یہ ایک اور ضرب تھی جو انھوں نے اسلامیان پنجاب کے اتحاد پر لگائی ۔ ان کی اپنی بے بسی کا یہ عالم تھا کہ کسی مسئلے ، مثلاً شہید گنج ہی کے معاملے میں وہ حکومت پر زور ڈال سکے ، نہ سکھوں پر ۔ اگر یہ پارٹی نہ ہوتی تو بہت ممکن ہے پنجاب تقسیم نہ ہوتا ، یا اگر ہوتا بھی تو اس کی تقسیم مسلمانوں کے حق میں ہوتی ۔

۱ ۔ احادیث اور روایات پر غیر معمولی زور ؛ دیکھیے استدراک ۔

جناب ملنگ صاحب! میں نے کتاب ''تحذیر الناس'' کی عبارات میں کفر ثابت کیا جو کہ اسی پوسٹ میں اوپر ہے، آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

آپ نے پیر کرم شاہ صاحب کے متعلق جو لکھا اس کا جواب آپ کے ڈاکٹر خالد محمود نے ''مطالعہ بیلویت'' میں دے دیا ہے، اس کی وضاحت ہم پہلے بھی کر چکے، اگر ان کا فتویٰ آپ کی حمایت میں تھا تو ڈاکٹر خالد محمود نے کیا لکھ دیا؟ ان سے پوچھیں، ہمارا موقف پڑھ لیں :

پیر کرم شاہ صاحب کو ۱۹۶۴ء میں مغالطہ دیا گیا، انہوں نے غلط فہمی کا شکار ہو کر کتاب کی تعریف کر دی، پھر ماہنامہ ضیائے حرم شمارہ اکتوبر ۱۹۸۶ء کے ص ۹ پر انہوں نے اس بات پر ندامت و افسوس ظاہر کیا ہے۔ (الندم التوبہ) اسی شمارہ کے ص ۵۳ پر انہوں نے امام اہل سنت کے فتوے (حسام الحرمین) کی ''بے لاگ تنقید'' کے الفاظ سے تائید کی۔ اور ص ۴۴ پر نانوتوی کی عبارت کو خاتم النبیین کے اجماعی مفہوم کے مخالف قرار دیا اور صحابہ کرام کو زمرۂ عوام میں شمار کرنے اور اہل فہم سے خارج کرنے کی جسارت کی طرف متوجہ کیا۔ ص ۴۶ پر لکھا کہ" ان احادیث قطعیہ کے مقابلہ میں اپنی طرف سے ایک تفسیر کا اضافہ ایک اچنبھا ہے"۔ آگے خاتمیت بمعنی تاخر زمانی لینے پر اعتراضات کو ایک طرفہ تماشہ قرار دیا۔ یہاں اچنبھا اور طرفہ تماشہ کے الفاظ مفتی کی زبان نہیں بلکہ ادیب اور مصلح کی زبان کہے جاسکتے ہیں۔ ۱۹۷۷ء میں سورۃ طلاق کی تفسیر لکھتے ہوئے اثر ابن عباس کو موضوع اور من گھڑت قرار دیا تھا (تفسیر ضیاء القرآن ج ص ۳۰۸۲) اور تحذیر الناس کی بنیاد ہی اڑا دی۔ ۱۹۷۱ء میں سورۃ احزاب کی تفسیر میں صراحۃً لکھا کہ خاتم النبیین کا معنی آخر النبیین ہے، یہاں فقط یہی مراد ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن ص ۲۱۵۱) پیر کرم شاہ صاحب نے نانوتوی کے خلاف بہت کچھ لکھا ہے، مگر مفتی کی بجائے ادیب کے رنگ میں لکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مطالعہ بریلویت کے مصنف کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ آخر کار پیر کرم شاہ صاحب نے سابقہ موقف چھوڑ کر دیوبندی حضرات کو تکفیر کا صدمہ پہنچایا ہے۔ (مطالعہ بریلویت ج ۱ ص ۴۱۳) تو پھر ان کا سابقہ موقف بیان کرتے رہنا طفل تسلی نہیں تو اور کیا ہے؟ باقی حضرات کے سلسلہ میں عرض ہے کہ عمومی قاعدہ ہے کہ تعدیل مبہم پر جرح مفسر کو ترجیح ہوتی ہے اور مخالف متعصب کی جرح مبہم کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

آپ نے لکھا کہ خلیل کی پوسٹ کیے ہوئے حوالوں کا جواب truthfinder اٹ دنیا فورم پر دے چکے ہیں، جناب وہ جواب یہاں بھی کاپی کر دیں تاکہ اس فورم کے قارئین کو پتا چل جائے جواب دیا ہے یا نہیں، دیوبندیت کی بنیاد ہی جھوٹ ہے، اگر سچے ہو تو اس کا جواب یہاں پوسٹ کرو۔

پھر میں نے مرزائیوں کے رسالہ سے یہ ثابت کیا کہ وہ آپ کے نانوتوی کی روح کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اور انہوں نے یہ بھی لکھا مولوی سرور شاہ فاضل دیوبند نے قادیانیت کی خدمت کی، آپ نے لکھا کہ مولوی سرور نے قادیانیت کی کیا خدمت کی؟ تو آپ ہم سے کیا پوچھتے ہیں؟ قادیانیوں سے پوچھو، اور اس کا جواب دستاویزی ثبوت سے دو، منہ زبانی انکار سے کوئی نہیں مانتا۔

آپ نے لکھا کہ مولوی ابو الکلام مرزا کے جنازے میں چلا گیا تو کیا ہوا، میں ایک بریلوی فیملی کو جانتا ہوں جن کے پاس مرزائیوں کی کتابیں ہیں اور وہ ان سے مستفید ہوتے ہیں، کیا بات ہے آپ کے جواب کی۔

ملنگ صاحب آپ بتائیں کہ ابو الکلام مرزا قادیانی کو مسلمان سمجھ کر گیا تھا یا کافر؟

مرزائیوں کی کتابیں تو میرے پاس بھی ہیں، اور آپ کے جماعت عالمی تحفظ ختم نبوت (ملتان) کے دفتر میں تو مرزا کی ساری کتابیں ہیں، کیا وہ ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور مرزائیوں کو حوالے نہیں دکھاتے؟ قادیانیوں سے مستفید تو آپ کے مولوی اشرف علی تھانوی ہوئے ہیں جن کی کتاب ''احکام اسلام عقل کی نظر میں'' مرزا کی کتابوں سے عبارات چوری کر کے لکھی ہوئی ہے، ایک نہیں مرزا کی کتابوں سے پورے پورے پیراگراف چوری کر کے اپنی کتاب میں دے دیے ہیں، اس کو مستفید ہونا کہتے ہیں۔

آپ نے حکیم الامت علامہ اقبال علیہ الرحمہ کی بات کا کوئی جواب نہ دیا کہ دیوبندیت مرزائیت کی پیداوار ہے، کیا علامہ اقبال نے جھوٹ کہا؟

آپ ایک اور دھمکی بھی دیتے ہیں کہ میرے پاس ایک مولوی کی تصویر ہے کہ وہ تحریک ختم نبوت میں داڑھی منڈوا کر بھاگ گیا تھا، ارے ملنگ صاحب آپ کیا تصویر دیں گے وہ جعلی تصویر میں یہاں دیتا ہوں اور ساتھ آپ کے جھوٹ کا پول کھولنے کے لئے اصل تصویر بھی ساتھ دیتا ہوں، اور ساتھ آپ کے علماء کے تاثرات بھی علامہ نیازی کے بارے لکھ دیئے ہیں کسی نے بھی آپ والا جھوٹ نہیں لکھا، بلکہ تعریف ہی کی ہے۔

عبدالستار نیازی، واقعات کا سلسلہ'' میں لکھتے ہیں:

۱۹۵۳ء میں ''تحریک تحفظ ختم نبوت'' میں اہم کردار ادا کیا مجلس عمل کے ارا کین کراچی میں گرفتار ہوئے تو لاہور میں تحریک ڈیڈ ہانے لگی، نیازی صاحب اس وقت ڈٹ کر سامنے آئے اور مسجد وزیر خاں میں زبردست تقریر کی اس سے پانسہ پلٹ گیا اور دوسرے روز شہریوں کا ہجوم ''تحریک ختم نبوت'' میں شامل ہو کر خود کو گرفتاری کے لئے پیش کرنے کی خاطر گورنر ہاؤس اور وزیر اعلیٰ ممتاز دولتانہ کی کوٹھی پر اُمڈ آیا، فردوس شاہ نامی ایک ڈی ایس پی پولیس کی بھاری نفری کے ساتھ قابو پانے کے لئے آیا، کسی نے ہجوم کو بتا دیا کہ اس ظالم نے قرآن مجید کو ٹھوکریں ماری ہیں، اس پر ہجوم کے بپھرے ہوئے نوجوان خنجر لے کر ڈی ایس پی پر حملہ آوار ہوئے اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

کہتے ہیں فردوس شاہ کے قتل کی خبر دولتانہ صاحب کو پہنچی تو انہوں نے اپنے سیکرٹری ذاکر قریشی کو اس قتل کیس میں مولانا نیازی کو بھی دھر لینے کا حکم دیا، اس دوران پانچ مارچ کو مارشل لاء کے نفاذ کا اعلان کر دیا گیا، پولیس نیازی صاحب کی تلاش میں تھی، انہوں نے خود کو گرفتاری کے لئے پیش کرنا چاہا مگر احباب نے انہیں یہ کہہ کر روک لیا کہ جب تک ۹ مارچ کو پنجاب اسمبلی میں تقریر نہیں کر لیتے گرفتاری مفید نہیں، بعد میں اجلاس ملتوی کر دیا گیا، نیازی صاحب پہلے تو لاہور میں ہی کسی جگہ ٹھہرے تھے پھر احباب نے فیصلہ کیا کہ انہیں یہاں سے منتقل کر دیا جائے، چنانچہ آپ کو قصور لے جایا گیا، اس وقت لاہور شہر کے چاروں طرف فوج کا گھیرا تھا، فوج اور پولیس ہر آنے جانے والے کی تصویر لیتی، مگر مولانا نیازی کسی نہ کسی طرح اس گھیرے میں بخیر و عافیت گزر جانے میں کامیاب ہو چکے تھے، یہ پولیس کے لئے بدنامی کا باعث تھا، پولیس نے خفت مٹانے کے لئے میرے مکان سے نیازی صاحب کی زمانہ طالب علمی کی ایک تصویر برآمد کی (نیازی صاحب ۱۹۴۲ء تک داڑھی منڈواتے تھے) اور یہ کہہ کر اخبارات میں شائع کروادی کہ نیازی داڑھی منڈوا کر نکل بھاگا ہے، بدقسمتی سے اب بھی کئی لوگ پولیس کی اس مکروہ حرکت کو صداقت کا نام دیتے ہیں، قصور میں نیازی صاحب گرفتار ہوئے تو بغاوت اور فردوس شاہ کے قتل کے الزامات میں مقدمے چلے، بغاوت کے مقدمے میں مارشل لاء نے آپ کو بری کر دیا مگر فردوس شاہ کے قتل کے جرم میں آپ کو سزائے موت سنا دی گئی، جو بعد میں عمر قید میں تبدیل ہوئی اور دو سال ایک ماہ بعد کالعدم ہوئی''۔

(محمد صادق قصوری، نذر مجاہد ملت۔ مطبوعہ زاویہ پبلیشرز لاہور ۲۰۰۴ء، ص ۸۰، ۸۱، بحوالہ ہفت روزہ زندگی لاہو، بابت ۲۰ نومبر ۱۹۷۲ء)

مولانا نیازی علماء دیوبند کی نظر میں

سید عطاء اللہ شاہ بخاری (سابق صدر مجلس احرار ہند)

''تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد میں ہماری ساری زندگی گزر گئی، ہماری ڈاڑھیاں سفید ہو گئیں، لیکن ناموس مصطفیٰ ﷺ لے لئے دار و رسن کی منزل تک پہنچنے کا جو مقام مولانا عبدالستار خاں نیازی کو حاصل ہوا وہ کسی دوسرے کو نہ مل سکا''۔

(مجاہد ملت اور تحریک ختم نبوت، از محمد صادق قصوری، مطبوعہ مجاہد ملت فاؤنڈیشن، (برج کلاں) قصور ۲۰۰۴ء، ص ۱۸، بحوالہ مضمون عطاء اللہ خاں درانی، رکن مجلس احرار و تحفظ ختم نبوت، میانوالی، مطبوعہ ہفت روزہ ''اُفق'' کراچی، بابت ۸ نومبر ۱۹۷۸ء)

مولانا مجاھد الحسینی (گوجرانوالہ)

''مولانا عبدالستار خاں نیازی کو چونکہ مارشل لاء کے تحت قید با مشقت کی سزا سنائی گئی تھی اس لئے ارباب

جیل نے اُن کو چرخے پر سوت کاتنے کی مشقت دی تھی، مولانا ایک روز مشقت فرما رہے تھے کہ سپرنٹنڈنٹ جیل شیخ اکرم صاحب اپنے دوسرے جیل حکام کے ساتھ آدھمکے، نیازی صاحب بے ہنگم روئی تھامے موٹا موٹا کات رہے تھے، شیخ صاحب نے انہیں اس حالت میں دیکھ کر ذرا تحکمانہ لہجہ میں پوچھا!

آپ موٹا کات رہے ہیں نیازی صاحب!

ہاں جناب! تا کہ تمہاری سمجھ میں آجائے''۔

(خطبات امیر شریعت، حصہ اوّل، مرتبہ مجاہد الحسینی، مطبوعہ فیصل آباد ۱۹۸۴ء، ص۴۲، ۴۳)

مولانا تاج محمود دیوبندی فیصل آباد

''قلعہ کی اسیری کی ابتدائی راتیں بڑی ہولناک ہوتی ہیں، مگر خوش قسمتی سے پہلی ہی رات میری کوٹھڑی کی سنگین دیواروں سے ایک گرج دار آواز ٹکرائی، میں نے یہ آواز پہچان لی، مولانا عبدالستار خاں نیازی اپنی پاٹ دار آواز میں مولانا روم کا یہ شعر پڑھ رہے تھے!

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما

اے طبیب جملہ علت ہائے ما

(اقبال فیروز کا مضمون ''مولانا تاج محمود'' مطبوعہ روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۰ر جنوری ۱۹۸۵ء ص۱۱)

شورش کاشمیری لاہور

''واضح رہے کہ مسجد وزیر خاں لاہور کے مورچہ کی پاداش میں مولانا عبدالستار خاں نیازی جو بریلوی مکتبہ فکر کے جید و معتبر عالم دین تھے، مارشل لاء کی عدالت سے پھانسی کے مستحق گردانے گئے، انہیں سزائے موت سنائی گئی، جو عمر قید میں تبدیل کر دی گئی، انہوں نے اپنی رہائی کے بعد ختم نبوت کے تقریری محاذ کو ٹھنڈا نہ ہونے دیا، اس سلسلہ میں تحریک و مسئلہ سے متعلق دو یا تین کتابچے لکھے، حقیقت یہ ہے کہ مولانا عبدالستار خاں نیازی عشق رسالت ﷺ میں قرن اوّل کے مسلمانوں کا مزاج رکھتے تھے، انہوں نے باہر آتے ہی مرزائی امت کو للکارنا شروع کیا۔

ایوب خاں کے دور میں اُس حکومت کو آڑے ہاتھوں لیا، اُن مسلمانوں کو اینگلو مسلمان کا لقب دیا جو قادیانی امت کو مسلمانوں میں شمار کرتے اور عقیدہ ختم نبوت کی اساس سے ناواقف تھے، مولانا عبدالستار خاں نیازی اس دوران میں دو چار دفعہ پکڑے گئے، حتیٰ کہ ایوبی غنڈوں اور قادیانی اجیروں نے تنہا پا کر اُن پر حملہ بھی کیا، مرزائیوں کے حوصلے اتنے بڑھ چکے تھے کہ انہوں نے علماء کا استخفاف اپنا شعار بنا لیا اور ایوب خاں کو بھی اسی راستہ پر لگا لیا''۔

(''تحریک ختم نبوت'' از شورش کاشمیری، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء، ص۱۶۵)

دیوبندی تنظیم ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت'' کی طرف سے شائع ہونے والی کتاب ''تذکرہ مجاہدین ختم نبوت'' میں مولانا نیازی کا تذکرہ بھی ہے، مگر کسی بھی دیوبندی نے اس داڑھی والے جھوٹے واقعہ کا ذکر نہیں کیا۔

آخر میں دیکھیے ۱۹۵۳ء کی اصل اور جعلی تصویر جو کہ ایک ساتھ شائع ہوئی تھیں۔ اس کے بعد ۱۹۵۳ء میں گرفتاری کے وقت کی اصل تصویر بھی دیکھیے جو کہ صادق قصوری صاحب کی کتاب ''مجاہد ملت، جلد دوم، مطبوعہ عبیر پبلشرز اُردو بازار لاہور ۱۹۹۷ء کے ٹائیٹل کے آخری صفحہ پر شائع ہو چکی ہے۔ کسی نے سچ کہا جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ ملتان ☎ 40978

نام کتاب .... تذکرہ مجاہدین تحریک ختم نبوت

سرورق .... عنایت اللہ رشیدی

تعداد .... ایک ہزار

تاریخ اشاعت .... یکم اگست ۱۹۹۰ء

قیمت .... روپے

طابع ______ رشید احمد چودھری

مکتبہ جدید پریس ۔ ۹ ریلوے روڈ لاہور

<u>ملنے کے پتے</u>

▲ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ۔ حضوری باغ روڈ ملتان ۔ فون نمبر ۴۰۹۷۸

▲ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ۔ مکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ ۔ فون نمبر ۴۷۹

▲ مکتبہ سید احمد شہید ۔ ۱۰ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور ۔ فون ۲۲۸۱۹۶

ہزار تیز رفتاری کے باوجود گھوڑی پر پہنچنا مشکل تھا۔ گاڑی بھی وقت پر آئی، مولاناؒ بھی سوار ہو گئے، یہ کیسے ہوا، آج تک سمجھ میں نہیں آیا۔

صادق آباد اسٹیشن کے قریب ایک دوست کے ڈیرہ پر گھوڑی باندھ دی خود ٹرین پر سوار ہو گئے۔ ہم لوگ صبح جا کر لے آئے۔

○

باڑہ سے اچھی گوٹھ اسٹیشن ۹ میل ہے۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے سفر کرنا تھا۔ مولانا عزیز الرحمٰن راوی ہیں کہ میں آپ کو سائیکل پر لیکر روانہ ہوا۔ دو میل بعد میرے لئے سائیکل سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ مولاناؒ نے وجہ پوچھی تو میں نے عرض کیا کہ میرے ایک پھنسی نکل آئی تھی اب وہ پھٹ گئی ہے، اس لئے سائیکل پر بیٹھنا اور چلانا میرے لئے مشکل ہے۔ یہ سن کر مولانا سائیکل سے اُترے، میرے سر پر ہاتھ پھیرا، فرمایا کہ جاؤ اللہ خیر کرے گا۔ حضرت پیدل روانہ ہو گئے۔ میں نہر کے پل پر کھڑا دیکھتا رہا کہ دوسرے چک کی سڑک سے ہمارے چک کی سڑک جب ملی تو وہاں پر ایک ٹریکٹر والا آ کر رکا اور مولاناؒ چپ کر کے بیٹھ گئے۔ کچھ عرصہ بعد مولانا سے ملاقات ہوئی تو عرض کیا حضرت اس دن کیسے پہنچے؟ فرمایا کہ ٹریکٹر والے نے ٹریکٹر کھڑا کیا میں بیٹھ گیا۔ اچھی گوٹھ اسٹیشن پر جا کر اس نے کھڑا کیا میں اتر گیا۔ نہ اس نے مجھ سے کچھ پوچھا نہ میں نے کچھ بتایا۔

مردِ غازی مولانا عبدالستار خان نیازی

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مولانا عبدالستار خان نیازی نے سزائے موت کا فیصلہ سن کر کہا، بس ــــــ اس سے بھی بڑی سزا ہے تو دے لیجئے ہیں حاضر ہیں

مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہوں۔

○

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں اپنی اسیری کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: مجھے اپنی زندگی پر فخر ہے کہ جب تحریک ختم نبوت کے مقدمہ کے بعد میری رہائی ہوئی تو پریس والوں نے میری عمر پوچھی۔ اس پر میں نے کہا تھا: میری عمر وہ سات دن اور آٹھ راتیں ہیں جو میں نے ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کی خاطر پھانسی کی کوٹھڑی میں گزاری ہیں کیونکہ یہی میری زندگی ہے اور باقی شرمندگی۔ مجھے اپنی زندگی پر ناز ہے۔"

○

گرفتاری اور پھانسی کی سزا

آپ کا پروگرام تھا کہ قصور سے بس کے ذریعے اسمبلی گیٹ تک پہنچ جائیں اور اسمبلی میں تقریر کر کے ممبرانِ اسمبلی کو تحریک کے بارے میں مکمل تفصیلات سے آگاہ کر دیں لیکن قصور میں آپ جن لوگوں کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے، انہوں نے غداری کرتے ہوئے ملٹری کو بتا دیا۔ آپ صبح کی نماز کی تیاری کر رہے تھے کہ اپنے ایک کارکن مولوی محمد بشیر مجاہد کے ہمراہ گرفتار کر لیے گئے۔

قصور سے گرفتار کر کے آپ کو لاہور شاہی قلعہ لایا گیا، جہاں سے بیانات لینے کے بعد ۱۹ اپریل کو آپ جیل منتقل کر دیئے گئے اور آپ کو چارج شیٹ دے دی گئی۔ ملٹری کورٹ میں کیس چلا جو ۲۱ اپریل کو شروع ہوا اور مئی تک چلتا رہا۔

۷ مئی کی صبح کو سپیشل ملٹری کورٹ کا ایک آفیسر اور ایک کیپٹن آپ کو بلا کر ایک کمرے میں لے گئے، جہاں قتل کے ۹ دفعہ ملزم بھی تھے مگر ڈی۔ ایس۔ پی فردوس شاہ

کے قتل کا کیس ثابت نہ ہو سکا اور آپ کو بری کر دیا گیا۔

دوسرا کیس بغاوت کا تھا جس میں آپ کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا جو اس طرح تھا۔

YOU WILL BE HANGED BY NECK TILL YOU ARE DEAD.

"تمہاری گردن پھانسی کے پھندے میں اس وقت تک لٹکا دی جائے گی جب تک تمہاری موت نہ واقع ہو جائے۔" آرڈر سناتے ہوئے افسر نے کہا۔

افسر: "PLEASE SIGN IT."

"اس پر دستخط کیجیے۔"

علامہ نیازی: "I WILL SIGN IT WHEN I KISS THE ROB."

"میں جب پھانسی کے پھندے کو بوسہ دوں گا، اس وقت اس پر دستخط کروں گا۔"

افسر: YOU WILL HAVE SIGN IT.

"تمہیں اس پر دستخط کرنے ہوں گے۔"

علامہ نیازی: "I AM ALREADY TOLD YOU THAT I WILL SIGN IT WHEN I KISS THE ROB."

"میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ جس وقت پھانسی کے پھندے کو بوسہ دوں گا، اس وقت دستخط کروں گا۔ میں جیل میں ہوں اور آپ کے ججوں میں ہوں مجھے لے جاؤ اور پھانسی دے دو۔"

افسر: "MR NIAZI: OUR OFFICERS WILL ENQUIRE FROM US WHETHER YOU WERE SERVE WTIH THE

NOTICE IN DEATH WARRANT."

"مسٹر نیازی ! ہمارے آفیسر ہم سے پوچھیں گے کہ تم نے نوٹس دے دیا ہے یا نہیں تو میں کیا جواب دوں گا۔"

مولانا نیازی: " IF YOU SO FEAR FROM YOUR OFFICERS;

WELL I SIGN IT FOR YOU."

"اگر آپ کو اپنے افسران ہی کا خوف ہے تو آپ کی خاطر اس پر دستخط کئے دیتا ہوں۔"

چنانچہ آپ نے بڑے اطمینان سے اس پر دستخط کر دیئے۔ افسر نے آپ کی ہمت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ تم میری ہمت (MORAL) کے بارے میں پوچھتے ہو، تو وہ تو آسمانوں سے بھی بلند ہے، تم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔

افسر کے جانے کے بعد جب آپ کمرے میں اکیلے رہ گئے تو تائیدِ ایزدی سے آپ کو سورۂ ملک کی یہ آیت یاد آ گئی: "خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً۔" آپ نے اس آیت سے یہ تاثر لیا کہ موت وحیات کا خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ لوگ میری زندگی کا سلسلہ منقطع نہیں کر سکتے۔ اگر اس مقصد کے لئے جان بھی جائے تو اس سے بڑی زندگی کیا ہو سکتی ہے۔

ایک لمحہ کے لیے آپ پر خوف کا حملہ ہوا لیکن فوراً زبان پر یہ شعر آ گیا ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را

ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

آپ وجد کی حالت میں یہ شعر بار بار پڑھتے اور جھومتے۔ اسی عالم میں آپ کمرے سے باہر آ گئے تو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل میر محمد حیات نے یہ خیال کیا کہ ملٹری کورٹ نے آپ کو بری کر دیا ہے۔ چنانچہ اس نے کہا: نیازی صاحب! مبارک ہو، آپ بری

ہو گئے !"

آپ نے فرمایا: "میں اس سے بھی آگے نکل گیا ہوں۔"

اُس نے کہا: "کیا مطلب!"

آپ نے فرمایا: "اب انشاء اللہ! حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں اور عاشقوں کی فہرست میں میرا نام بھی شامل ہوگا۔" وہ پھر بھی نہ سمجھا تو آپ نے فرمایا: "میں کامیاب ہو گیا۔"

آپ کی سزائے موت کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی۔ ادھر جیل میں قیدی تک آپ کو دیکھ کر روتے تھے۔ جب آپ کو پھانسی کی کوٹھڑی میں لے جایا گیا تو آپ نے لوگوں کو اطمینان دلایا اور فرمایا کہ کتنے عاشقانِ رسولؐ جامِ شہادت نوش کر رہے ہیں، اگر میں بھی اس نیک مقصد کے لئے جان دے دوں تو میری یہ خوش قسمتی ہوگی۔

حضرت مولانا نیازی سات دن اور آٹھ راتیں پھانسی کی کوٹھڑی میں رہے اور ۱۴ مئی کو آپ کی سزائے موت عمر قید میں تبدیل کر دی گئی اور پھر مئی ۱۹۵۵ء کو آپ کو باعزت طور پر بری کر دیا گیا۔

۱۹۷۴ء میں جب دوبارہ مسلمانانِ پاکستان نے تحفظِ ختمِ نبوت کے لئے تحریک چلائی تو آپ ایک بار پھر سربکف ہو کر میدانِ عمل میں اُترے۔ اپوزیشن کی تمام دینی و سیاسی جماعتوں پر مشتمل آل پاکستان مجلس عمل تحفظِ ختمِ نبوت کی تشکیل ہوئی اور آپ کو مرکزی نائب صدر منتخب کیا گیا۔ آپ نے ملک گیر دورے فرما کر قادیانی مکر و فریب کے جال کو تار تار کیا اور مسلمانوں کے دلوں میں عشقِ رسولؐ کی شمع روشن کی۔ اس سلسلہ میں آپ کو جن پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا، اخبارات کی فائلیں ان کی شاہد ہیں۔ آپ نے اپنی بیماری، بڑھاپے اور حکومت کی ستم رانیوں کی پرواہ نہ کی۔ یکم ستمبر ۱۹۷۴ء کو بادشاہی مسجد لاہور میں مجلس عمل کے زیرِ اہتمام تاریخی جلسے سے خطاب کیا اور بالآخر، ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی

MAULVI NIAZI ARRESTED

تحریک ختم نبوت 1953ء کے دوران مولانا عبدالستار خان نیازی

"جس قوم کے پاس عبدالستار خاں نیازی ایسے پیکران یقین و صداقت اور صاحبان عزم و ہمت ہوں، اس کے پاکستان کو کون روک سکتا ہے۔"

(قائداعظم)

(خطاب بہ "پاکستان کانفرنس" زیر اہتمام دی پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن در اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور ۱۹۴۱ء)

پیر کرم شاہ کا معذرت نامہ اور رجوع

جناب ملنگ صاحب!

پیر کرم شاہ صاحب نے تحذیر الناس کے بارے میں ۱۹۶۴ء میں ایک غلط موقف اختیار کیا تھا، جس کی نقل اُن کے پاس محفوظ نہ تھی، وہ عکسِ تحریر دیو بندیوں کی طرف سے تقریباً بیس سال بعد شائع ہوا تو پیر صاحب کو اپنی غلط تحریر کا احساس ہوا اور انہوں نے ۱۹۸۶ء میں ایک مضمون شائع کیا جو ''تحذیر الناس میری نظر میں'' کے نام سے شائع ہوا، یہ ایک حاجلانہ غیر معیاری معذرت نامہ ہے۔

نمبر ۱۔ اس میں انہوں نے ۱۹۶۴ء والی تحریر پر ندامت و افسوس ظاہر کیا۔

نمبر ۲۔ اس میں انہوں نے مولانا احمد رضا خاں کے تحذیر الناس پر تکفیری فتوے کو ''بے لاگ تنقید'' قرار دیا، یعنی عادلانہ و منصفانہ اعتراض قرار دیا۔

نمبر ۳۔ پوری کتاب میں قاسم نانوتوی کو کہیں بھی مسلمان نہیں کہا اور نہ ہی اُس کے لئے رحمۃ اللہ علیہ یا ''رح'' کے الفاظ لکھے۔

نمبر ۴۔ نانوتوی کے خاتم النبیین کے بیان کردہ معنی کو اجماع اُمت کا انکار قرار دیا، ظاہر ہے یہ تکفیر ہی ہے جس کو اچنبھا کے ادبی لفظ میں چھپا کر لکھ گئے۔

نمبر ۵۔ نانوتوی نے صحابہ کرام کو زمرہ عوام میں شمار کیا اور اہل فہم سے خارج کیا تو پیر صاحب نے اُس کی جسارت کو بیان کر کے فیصلہ قارئین پر چھوڑا، حالانکہ وہ مفتی کی زبان خود بھی استعمال کر سکتے تھے لیکن وہ دیو بندی ضیاء الحق کے دورِ اقتدار میں سرکاری ملازم بھی تھے اس لئے انہوں نے مفتی کے بجائے ادیب بننے میں عافیت دیکھی اور حسام الحرمین کے فتوے کو ''بے لاگ'' قرار دے کر اپنے انداز میں اُس کی تصدیق کر گئے۔

''تحذیر الناس میری نظر میں'' پیر کرم شاہ صاحب کو حسام الحرمین کی زد میں آنے اور تکفیر سے بچاتی ہے، مگر اُنکی یہ تحریر ہر لحاظ سے اور تمام پہلوؤں سے کوئی ایسی تحریر نہیں ہے کہ اہل سنت اس کو دستاویز کے طور پر بطور اجماع حجت مانیں، اس لئے اہل سنت کے دیگر اشاعتی ادارے اس کو شائع کرنے سے قاصر ہیں، ہاں دیو بندیوں کی ریفرنس بک ''مطالعہ بریلویت'' جلد ۱، صفحہ ۲۱۳ پر یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ پیر کرم شاہ صاحب نے بھی آخر کار قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس کو غیر اسلامی ٹھہرایا ہے اور تکفیر کا صدمہ پہنچایا ہے، دیو بندیوں کو چاہئے کہ اپنی ریفرنس بک کا یہ صفحہ اس فورم پر شائع کریں، پوری کتاب شائع کرنے یا کرانے کی کیا ضرورت ہے، یہ مسئلہ تو ایک صفحہ سے حل ہو جاتا ہے۔ اگر آپ کو وہ ورق شائع کرتے ہوئے شرم آتی ہے تو ہمیں حکم کریں ہم شائع کر دیتے ہیں۔

محترم بھائی! نہ تو میں مناظر ہوں، نہ ہی مولوی ہوں اور نہ میں نے اختلافی مسائل پر پی، ایچ، ڈی کی ہوئی ہے، ریفرنس بھی یاد نہیں ہوتے، یہ تو سوال دیکھ کر ڈھونڈنے پڑتے ہیں۔
رہی کتابوں کی بات تو عرض ہے کہ میرے ایک دوست ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہیں جو پہلے جماعت اسلامی کی طرف مائل تھے، انہوں نے تمام مسالک کے لٹریچر کا مطالعہ کیا، اللہ کریم نے انہیں ہدایت فرمائی، مسلک حق اہل سنت قبول کیا، کتابیں اُن سے مل جاتی ہیں۔

میں نے غالباً پہلے بھی اس فورم پر عرض کیا تھا کہ میں پہلے دیوبندی تبلیغی مسلک رکھتا تھا، اہل سنت کی کتابوں سے نفرت کرتا تھا اور انہیں نہیں پڑھتا تھا، جب اہل سنت کا لٹریچر مطالعہ کیا، امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمہ کی تصنیف "تمہید الایمان" اور علامہ سیدی احمد سعید کاظمی کریم علیہ الرحمہ کی تصنیف "الحق المبین" پڑھیں، دیوبندیوں غیر مقلدین کی اصل کتابیں دیکھیں، مطالعہ کیں تو حقیقت واضح ہوگئی، الحمدللہ

مطالعہ بریلویت کے صفحہ کا عکس جلد ہی اس تھریڈ میں لگا دیا جائے گا۔

ایک تاریخی، فکری اور تحقیقی جائزہ

مطالعہ بریلویت

جلد اوّل

از خامہ

ڈاکٹر علامہ خالد محمود ایم اے، پی ایچ ڈی

ڈائرکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر

مطبوعات دار المعارف لاہور — ۳

اردو بازار، لاہور

مخالف لشکروں سے معرکہ آرائی تو عام لوگوں نے دیکھی ہوگی لیکن خود اپنے لشکروں سے ہی پنجہ آزمائی، اس کے نمونے لوگوں نے بہت کم دیکھے ہوں گے۔ اوّل تو ان لوگوں میں کوئی شخص صحیح بات کہتا نہیں اور اگر کوئی کبھی کہہ بھی دے تو پھر دوسرے اس کی اصلاح پر اتر آتے ہیں یہ لوگ اگر صرف اپنوں کی اصلاح کرتے اور بات یہیں تک رہتی تو ہم شکوہ نہ کرتے۔ لیکن افسوس کہ ان لوگوں نے اس مشق تحریف میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح اور ان کے سلسلہ کے مردِ حقانی شیر یزدانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی نہ چھوڑا۔ جس ایک چیز پر یہ بریلوی قائم رہے وہ صرف امت کی تھوک تکفیر ہے۔ مولانا ظفر علی خان جو حضرت پیر مہر علی شاہ[۱] صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی دوستوں میں سے تھے اور اہل دل بزرگ تھے انہوں نے مولانا احمد رضا خان اور ان کے پیرؤوں کی اس تحریکِ تکفیر کا بڑے دل نشین پیرایہ میں ذکر کیا ہے[۲]

بھیرہ کے پیر کرم شاہ صاحب ابتداءً مولانا احمد رضا خان کے پیرو نہ تھے۔ مولانا احمد رضا نے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رح کی تحذیر الناس میں جو توڑ پھوڑ کی اور تین مختلف جگہوں سے عبارات اٹھا کر انہیں ایک عبارت بنایا، اور پھر اس پر حکم کفر آرام سے اتار دیا پیر کرم شاہ صاحب اس مشق تحریف میں ان کے ساتھ نہ تھے۔ آپ نے تحذیر الناس کے حق میں بیان دیا جسے ہم شرح تحذیر الناس کے مقدمہ میں نقل کر چکے ہیں اور وہاں پیر کرم شاہ صاحب کے اصل خط کا عکسی فوٹو بھی ساتھ دیا ہے۔ جس کا دل چاہے دیکھ لے۔ لیکن کیا یہ مقام افسوس نہیں کہ پیر کرم شاہ صاحب اپنے اس موقف پر جم نہ سکے اور مریدوں کے جھگھٹے میں انہیں بھی بریلوی دھارے میں بہنا پڑا اور امت مسلمہ کو تھوک تکفیر کا صدمہ ہر چھوٹے بڑے بریلوی کے ہاتھوں سہنا پڑا۔ فالی اللہ المشتکیٰ۔

---

[۱] مہر منیر ص۲۷۸ مؤلفہ مولانا فیض احمد صاحب۔ [۲] دیکھئے کتاب ہذا ص۴۱۶

سنی پرنس صاحب میں نے متعلقہ صفحہ سکین کر کے تھریڈ پر دے دیا تھا، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ شاید ہم نے اس میں کوئی خیانت کی اور اگلے پچھلے صفحات نہیں دیئے، میں نے عرض کیا تھا کہ اگلے پچھلے صفحات غیر متعلق ہیں، آپ کہتے ہیں کہ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ یہ بحث آگے بھی چلی ہے، حالانکہ صفحہ نمبر ۴۱۳ کے آخر میں "فالی اللہ المشتکی" صاف لکھا ہوا آپ پڑھ سکتے ہیں، یہ بحث کے ختم ہونے کی نشانی ہوتی ہے۔ صفحہ ۴۱۳ سے پہلا صفحہ ۴۱۲ کا عکس دے رہا ہوں، اس پر آپ یہی بحث تلاش کر کے مجھے مطلع فرمائیں، غیر متعلقہ صفحات اس لئے نہ دیئے کہ ان سے اور بحث شروع ہو گی جو کہ اس موضوع سے غیر متعلق ہے، اگر آپ تحقیق کا شوق رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے تحذیر الناس سے متعلق مکمل بحث نہیں دی تو بھائی آپ کتاب مطالعہ بریلویت حاصل کر کے اس کے اگلے پچھلے صفحات کا عکس دے دیں اور قارئین کے سامنے لا کر یہ ثابت کر دیں کہ دیکھئے جی یہ تحذیر الناس کی بحث آگے چل رہی ہے جو کہ خلیل رانا نے چھپالی ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ آپ ابھی اور آج ہی صفحات کا عکس دیں، آپ جب بھی ان کا عکس دیں گے ہم اپنی غلطی اور خیانت کا اعتراف کر لیں گے اور معافی مانگیں گے۔ مطالعہ بریلویت کتاب پاکستان میں شائع ہوئی ہے، کوئی نایاب کتاب نہیں، آپ تسلی سے اسے حاصل کریں یا کسی لائبریری سے لے کر یہ تحقیق ضرور کریں۔ اور اگر معترض آپ سے کہتا ہے کہ نہیں جی یہ بحث آگے بھی ہے تو وہ اصل کتاب سے ہمیں جھوٹا کر دے، ورنہ ہٹ دھرمی کا کوئی بھی علاج نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اس کا علاج کر سکتا ہے۔

یہاں علماء دیوبند کو بھی مسلمان لکھا ہے اور تبلایا ہے کہ مولانا احمد رضا خان اور مولانا نعیم الدین اس عقیدے میں دوسرے علماء کے ہم اعتقاد ہیں انبیاء کی بشریت کے منکر نہیں ہیں وہ مسلمانوں کے موافق عقیدہ رکھتے ہیں۔ کتنا اچھا ہوتا اگر یہ بھی لکھ دیا جاتا کہ یہ صرف مسلمانوں سے موافق ہی نہیں خود بھی مسلمان ہیں۔

بریلوی عوام کی پریشانی

بریلوی حضرات کی اس روش سے ان کے عوام سخت پریشان ہیں۔ وہ اپنے واعظین اور مقررین کو دن رات انبیاء کی بشریت کی نفی کرتے سنتے ہیں اور پھر یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جب ضرورت لاحق ہوئی ان حضرات نے کھلے بندوں انبیاء کی بشریت کا اقرار کیا اور تصریح کی کہ ان کا عقیدہ اس باب میں دوسروں کے بالکل مطابق ہے۔ ان کے بعض دوست اس حیرت میں پکار اٹھتے ہیں، یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے ؎

کس کا یقین کیجئے، کس کا یقین نہ کیجئے
لائے ہیں بزمِ یار سے لوگ خبر الگ الگ

اس پہلو سے دیکھا جائے تو ان حضرات کی مثال عرب کی اس عورت کی سی ہے جس کا ذکر قرآن کریم نے کیا ہے۔ وہ سارا دن سوت کاتتی اور شام کو اپنا سارا کاتا ہوا سوت ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی۔ افسوس کہ ہمارے یہ بریلوی دوست بھی قدم قدم پر اس حادثہ سے دوچار ہیں۔ اسے خود فراموشی کہئے یا مذہبی خودکشی کا نام دیجئے ان کے اپنے ہاں بھی اس تصور سے ہر دل فگار اور ہر آنکھ اشکبار ہے۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا [1]

(پ ۱۴، النحل: آیت ۹۲)

---

[1] ترجمہ! اور اس عورت کی طرح نہ ہو جانا جس نے اپنا سوت کاتنے کے بعد خود ریزہ ریزہ کر دیا تھا۔

مخالف لشکروں سے معرکہ آرائی تو عام لوگوں نے دیکھی ہوگی لیکن خود اپنے لشکروں سے ہی پنجہ آزمائی، اس کے نمونے لوگوں نے بہت کم دیکھے ہوں گے۔ اوّل تو ان لوگوں میں کوئی شخص صحیح بات کہتا نہیں اور اگر کوئی کبھی کہہ بھی دے تو پھر دوسرے اس کی اصلاح پر اتر آتے ہیں یہ لوگ اگر صرف اپنوں کی اصلاح کرتے اور بات یہیں تک رہتی تو ہم شکوہ نہ کرتے۔ لیکن افسوس کہ ان لوگوں نے اس مشق تحریف میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح اور ان کے سلسلہ کے مردِ حقانی شیر یزدانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی نہ چھوڑا۔ جس ایک چیز پر یہ بریلوی قائم رہے وہ صرف امت کی تھوک تکفیر ہے۔ مولانا ظفر علی خان جو حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی دوستوں میں سے تھے اور اہل دل بزرگ تھے[1] انہوں نے مولانا احمد رضا خان اور ان کے پیروؤں کی اس تحریک تکفیر کا بڑے دل نشین پیرایہ میں ذکر کیا ہے[2]

بھیرہ کے پیر کرم شاہ صاحب ابتداءً مولانا احمد رضا خان کے پیرو نہ تھے۔ مولانا احمد رضا نے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رح کی تحذیر الناس میں جو توڑ پھوڑ کی اور تین مختلف جگہوں سے عبارات اٹھا کر انہیں ایک عبارت بنایا، اور پھر اس پر حکم کفر آرام سے اتار دیا پیر کرم شاہ صاحب اس مشق تحریف میں ان کے ساتھ نہ تھے۔ آپ نے تحذیر الناس کے حق میں بیان دیا جسے ہم شرح تحذیر الناس کے مقدمہ میں نقل کر چکے ہیں اور وہاں پیر کرم شاہ صاحب کے اصل خط کا عکسی فوٹو بھی ساتھ دیا ہے۔ جس کا دل چاہے دیکھ لے۔ لیکن کیا یہ مقام افسوس نہیں کہ پیر کرم شاہ صاحب اپنے اس موقف پر جم نہ سکے اور مریدوں کے جھگھٹے میں انہیں بھی بریلوی دھارے میں بہنا پڑا اور امت مسلمہ کو تھوک تکفیر کا صدمہ ہر چھوٹے بڑے بریلوی کے ہاتھوں سہنا پڑا۔ فالی اللہ المشتکی۔

---

[1] مہر منیر ص۲۷۴ مؤلفہ مولانا فیض احمد صاحب۔ [2] دیکھئے کتاب ہذا ص۲۱۶

شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی

کی طرف سے فتویٰ کفر پر تقریظ و تائید

کچھ عرصہ پہلے سرگودھا سے ایک پمفلٹ شائع ہوا تھا، جس میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی تھی کہ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہٗ، مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند اور مصنف "تحذیر الناس" کے مداح اور معتقد ہیں اور یہ کہ "تحذیر الناس" میں عقیدۂ ختم نبوت کا انکار کرنے پر انہیں نانوتوی صاحب پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہی مضمون ماہنامہ "الرشید" "دیوبند نمبر" میں شائع کیا گیا، حالانکہ یہ سفید جھوٹ تھا۔

ذیل میں ہم حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ کے مکتوبِ گرامی کا عکس پیش کر رہے ہیں جس میں انہوں نے دیوبندیوں کی فریب کاری کا پردہ چاک فرمایا ہے:

تابش قصوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی آلہ واصحابہ وعلی من تبعہم باحسان الی یوم الدین - اما بعد ! کچھ عرصہ ہوا فقیر کے پاس ایک استفتاء پہنچا کہ زید یہ کہتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی صرف آخری نبی اگر نہ بھی لیا جائے بلکہ یہ معنی بھی کر لیا جائے کہ تمام انبیاء کرام حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے انوار و فیوض سے مقتبس ہیں تو نہایت مناسب ہوگا کیا زید پر فتوی کفر لگایا جا سکتا ہے یا نہ ؟ جواب میں لکھا کہ اس قول پر زید کو کافر نہ کہا جائیگا بعد میں سنا گیا کہ بعض علماء اہل سنت نے فقیر کے اس فتوی کو اس وجہ سے ناپسند کیا ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی کے رسالہ تحذیر الناس کی اس نوعیت کی عبارت پر علمائے اہل سنت نے کفر کا فتوی دیا ہے - چنانچہ رسالہ مذکور کا مطالعہ کیا تو تحذیر الناس کی عبارت اور اس استفتاء کی عبارت میں فرق بعید ثابت ہوا ۔ یعنی رسالہ مذکور کی تمہید میں مندرجہ ذیل تصریحات پر مبنی ہے -

(۱) خاتم النبیین کا معنی لا نبی بعدہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ لینے پر مُصر ہے - حالانکہ یہ معنی احادیث صحاح سے ثابت ہے - اس پر اجماع صحابہ ہے ومن بعدہم الی یومنا ہذا متواتر متوارث یہی معنی کیا جا رہا ہے -

(۲) رسالہ مذکورہ میں واضح طور پر لکھا ہے کہ خاتم النبیین کا معنی آخر الانبیاء کرنے سے کلام ماقبل لکن وما بعد لکن یعنی مستدرک منہ و مستدرک کے مابین کوئی تناسب نہیں رہتا -

(۳) رسالہ میں موجود ہے کہ یہ معنی کرنے سے کلام الٰہی میں حشو و زوائد کا قول کرنا پڑے گا یعنی لکن زائد حرف ماننا پڑے گا

(۴) کہتا ہے کہ یہ مقام مدح ہے اور آخر الانبیاء ماننے سے مدح ثابت نہیں ہوتی بلکہ عام انسانوں کے عام حالات ذکر کرتے ہیں اور یہ معنی لینے میں کوئی فرق نہیں وغیر ذلک من التہافۃ الفضیلۃ الخزویۃ اس فقیر نے ضروری خیال کیا کہ اس صورت واقعیہ اور اس فرضی استفتاء میں فرق کی بنا پر رسالہ مذکورہ کی عبارت کے بارے میں اپنی ناقص رائے ظاہر کرے -

(۱) تحذیر الناس میں کہیں بھی خاتم النبیین کا معنی خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ صلے اللہ علیہ وسلم نہیں لیا گیا تاکہ دو معانی مانعۃ الجمع کی تاویل کی جا سکے - بلکہ آخر الانبیاء کے معنی کو غیر صحیح ثابت کرنے کے الفاظ لائے گئے ہیں لہذا احادیث صحیحہ سے انکار اور اجماع صحابہ سے فرار اور باقی امت کے متفق عقیدہ و اجماع سے تضاد قطعی طور پر ثابت ہے

(۲) مصنف رسالہ کے دونوں ہی کلام ماقبل لکنؔ و بعد لکن میں تناسب کی نفی ہو گئی ہے اگر اپنے کیے ہوئے معنی پر نظر ڈالتے تو اس صورت میں بھی اس کو یہ نہیں نظر آتا تھا۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام انبیاء کو فیض رساں ہیں۔ اب بتائیے کہ اس مستدرک منہ اور مستدرک میں فرق کس نے کیا کیا۔ اور کیا مناسبت اس استدراک کی وجہ سے پیدا ہوئی ؟

(۳) اور معنی کے اعتبار سے بھی حرف لکن زائد ثابت نہ ہو تو کیا ہوا۔ واو عاطفہ یہ کام نہ کر سکتی تھی ؟ استدراک کی ترکیب کیوں استعمال فرمائی گئی ؟ اس کو ذکر شاذ ان کو سمجھ میں نو معنی لانبی بعدہ صلے اللہ علیہ وسلم کرنے سے مدح بالذات اس موصوف بالذات کیلئے اظہر من الشمس اور ابین من الامس موجود ہے۔ احادیث صحیحہ کے انکار کی بھی ضرورت پیش نہ آتی۔ شذ عن الجماعۃ بھی نہ کرنا پڑتا۔ غور فرمائیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۝ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تم جیسے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن تم یہ مت خیال کرو کہ باپ کی سی شفقت و رافت و رحمت سے تم محروم ہو کیونکہ وہ رحمۃ للعالمین کافۃ الناس کیلئے قیامت تک آخری رسول ہیں جن کی شفقت و رحمت باپ سے ہزاروں درجہ زیادہ ہے جو ہمیشہ کیلئے تمہیں نصیب رہے گی وہ تو عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ کا رتبہ رکھنے والے رسول ہیں۔ اب بتائیے موصوف بالذات و مقام مدح والا اشکال حل ہوا یا نہ ؟ اور مستدرک منہ اور مستدرک کے مابین مناسبت سمجھ میں آئی یا نہ ؟ اور مصنف کے دماغ سے حشو و زوائد خارج ہوا یا نہ ؟ مصنف تحذیر الناس ان چند علمی مصطلحات کا ذکر وہ بھی بالکل بے محل اور بے ربط کرتے ہوئے اپنی عامیانہ نظر و فکر پر پردہ نہ ڈال سکا اور التزاماً منکر احادیث صحیحہ و نصوص متواترہ قطعیہ ثابت ہونے کے علاوہ شاذ عن الجماعۃ و خارق اجماع ثابت ہوا۔ لہٰذا فقیر کا فتویٰ عدم تکفیر اس فرضی زید کے متعلق ہے نہ کہ مصنف تحذیر الناس کیلئے۔ والحق ما قد قیل فی حقہ من قبل العلماء والاعلام

فقیر محمد قمر الدین السیالوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف

انوار احمدی
تصنیف
علامہ محمد انوار اللہ حیدرآبادی
تلخیص وتسہیل
حضرت علامہ ارشد القادری
مکتبہ جام نور دہلی

چہ نسبت خاک را با عالم پاک !
اس تقریر سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ دوسرے شخص کا خاتم النبیین
ہونا محال ہے۔ (انوار احمدی ص۱۴۵)

عقیدۂ ختم نبوت پر ایک فکر انگیز بحث

عقیدۂ خاتم النبیین پر حضرت مصنف کے علمی دلائل، ایمانی شواہد، اور بصیرت افروز تنبیہات کی شاندار بحث پڑھنے سے پہلے جامعہ نظامیہ حیدر آباد کے شیخ محترم مولانا عبد الحمید صاحب کا یہ حاشیہ پڑھئے تاکہ بحث کے بنیادی گوشوں سے آپ پوری طرح باخبر ہو جائیں۔ شیخ الجامعہ تحریر فرماتے ہیں۔

تحذیر الناس نامی کتاب میں خاتم النبیین کے مسئلے پر (مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند) نے ایک فلسفیانہ بحث فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ :

"خاتم النبیین ہونا فضیلت کی بات نہیں۔ کسی کا مُقَدَّم زمانے یا مُتَاَخِّر زمانے یعنی اگلے اور پچھلے زمانے میں پایا جانا فضیلت سے تعلق نہیں رکھتا۔ اور اگر بالفرض آپ کے بعد کوئی نبی آجائے تو آپ کی فضیلت پر اس کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوگا۔ کیونکہ خاتم النبیین ہونے میں امکان ذاتی کی نفی نہیں یعنی آپ کے بعد کسی نبی کا ہونا ممکن ہے۔"

اس شبہ کا ازالہ حضرت مولانا مرحوم "مصنف کتاب" نے اپنے اس مضمون میں نہایت وضاحت کے ساتھ کیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ :

"خاتم النبیین کا وصف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے جو آپ کی ذاتِ گرامی کے ساتھ مختص ہے کسی اور میں پایا نہیں جاسکتا۔ خاتم النبیین کا لقب ازل ہی سے آپ کے لئے مقرر ہے۔ اس کا اطلاق آپ کے سوا کسی اور پر نہیں ہوسکتا کیونکہ خاتم النبیین کا مفہوم جزئی حقیقی

ہے۔ جزئی حقیقی وہ ہے جس کا اطلاق ایک سے زائد پر عقلاً ممتنع ہے لہذا ایسی صورت میں کسی اور خاتم النبیین کا ذاتی امکان باقی نہ رہا۔

اسی مضمون کو حضرت نے تحذیر الناس کے جواب میں پھیلا کر تحریر فرمایا ہے اور اس میں وضاحت فرمائی ہے کہ جب اللہ جل شانہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کلام قدیم میں "خاتم النبیین" فرمایا ہے تو حضور ازل ہی سے اس صفت خاص کے ساتھ متصف ہیں۔ ایسا کوئی زمانہ نہیں جو باری تعالیٰ کے علم اور کلام پر مقدم ہو۔ اور اس میں کوئی اور شخص اس وصف سے متصف ہو سکے۔ پس خاتم النبیین کی صفت مختصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں منحصر ہے کسی دوسرے کا اس صفت کے ساتھ اتصاف محال ہے۔

اس کے بعد حضرت مولانا نے اس بات پر تنبیہ فرمائی ہے کہ جو لوگ کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ پڑھ کر ہر نئی بات کو خواہ حسنہ ہو یا سیئہ مستوجب دوزخ قرار دیا کرتے ہیں وہ اس سوال کا جواب دیں کہ کیا خاتم النبیین پر فلسفی بحث بدعت نہیں ہے۔ جو نہ قرآن میں ہے اور نہ اس کے بارے میں کوئی حدیث وارد ہے، نہ قرون ثلثہ میں صحابہ، تابعین اور تبع تابعین نے خاتم النبیین پر ایسی کوئی بحث کی ہے۔

مزید براں اس بدعت قبیحہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ قادیانی نے اس فلسفیانہ استدلال سے اپنی نبوت پر دلیل پیش کی اور شہادت میں مصنف تحذیر الناس کا نام پیش کیا۔ اب یہ مقدمہ مدعی اور گواہ کے ساتھ اسی بارگاہ میں پیش ہوگا جس نے امت کو تعلیم دی ہے کہ اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند مت کرو۔ بلند کرو گے تو تمہارے سارے اعمال حبط کر دیئے جائیں گے۔

(محمد عبد الحمید شیخ الجامعہ نظامیہ انوار احمدی ص۲۴)

اس حاشیہ کے بعد اب حضرت مصنف کی وہ زلزلہ فگن تنبیہات ملاحظہ فرمائیں جو لفظ خاتم النبیین کے سلسلے میں "تحذیر الناس" کے مصنف کے خلاف انھوں نے صادر فرمائی ہیں:

پہلی تنبیہ

بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ دوسرے کا خاتم النبیین ہونا محال و ممتنع ہے مگر یہ امتناع لغیرہ ہوگا نہ بالذات! جس سے امکان ذاتی کی نفی نہیں ہوسکتی۔ سواس کا جواب یہ ہے کہ وصف خاتم النبیین خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو دوسرے پر صادق نہیں آسکتا۔ اور موضوع لہٗ اس لقب کا ذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ عند الاطلاق کوئی دوسرا اس مفہوم میں شریک نہیں ہوسکتا پس یہ مفہوم جزئی حقیقی ہے۔ ص۲۴

دوسری تنبیہ

پھر جب عقل نے بہ تبعیت نقل خاتم النبیین کی صفت کے ساتھ ایک ذات کو متصف مان لیا تو اس کے نزدیک محال ہوگیا کہ کوئی دوسری ذات اس صفت کے ساتھ متصف ہو۔ اور بحسب منطوق لازم الوثوق مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ ابد الآباد تک کے لئے یہ لقب مختص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے ٹھہرا تو جزئیت اس مفہوم کی ابد الآباد تک کے لئے ہوگئی۔ کیونکہ یہ لقب قرآن شریف سے ثابت ہے جو بلاشک قدیم ہے۔ ص۳۴

تیسری تنبیہ

اب دیکھا جائے کہ مصداق اس صفت کا کب سے معین ہوا۔ سو ہمارا دعویٰ ہے کہ ابتدائے عالم امکان سے جس قسم کا بھی وجود فرض کیا جائے

ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس صفت مختصہ کے ساتھ متصف ہیں۔
کیونکہ حق تعالیٰ اپنے کلام قدیم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین
فرما چکا۔ اب کون سا ایسا زمانہ نکل سکے گا جو باری تعالیٰ کے صفت علم وکلام
پر مقدم ہو۔ ص۲۷

چوتھی تنبیہ

غیرت عشق محمدی بڑی چیز ہے۔ جب اسے جلال آتا ہے تو ایک زلزلہ کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے لیکن اسے اپنے محبوب کی تنقیص ذرا بھی برداشت نہیں۔ مصنف کتاب باوجودیکہ بہت نرم طبیعت کے آدمی ہیں لیکن اس موقعہ پر ان کے قلم کا جلال دیکھنے کے قابل ہے۔ کسی اور خاتم النبیین کے امکان کے سوال پر ان کے ایمان کی غیرت اس درجہ بے قابو ہو گئی ہے کہ سطر سطر سے لہو کی بوند ٹپک رہی ہے ـــ میدان وفا میں عشق کو سربکف دیکھنا ہو تو یہ سطریں پڑھئے۔

مصنف کتاب 'تحذیر الناس کے مباحث کا محاسبہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

اب ہم ذرا ان صاحبوں سے پوچھتے ہیں کہ اب وہ خیالات کہاں ہیں جو کل بدعۃ ضلالۃ پڑھ پڑھ کر ایک عالم کو دوزخ میں لے جا رہے تھے۔ کیا اس قسم کی بحث فلسفی بھی کہیں قرآن وحدیث میں وارد ہے ؟ یا قرون ثلثہ میں کسی نے کی تھی۔ پھر ایسی بدعت قبیحہ کے مرتکب ہو کر کیا استحقاق پیدا کیا اور اس مسئلہ میں جب تک بحث ہوتی رہے گی اس کا گناہ کس کی گردن پر ہوگا ؟

دیکھئے حضرت جریر کی روایت سے حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اسلام میں کوئی برا طریقہ نکالے تو اس پر جتنے لوگ عمل کرتے رہیں گے سب کا گناہ اس کے ذمہ ہوگا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کچھ کمی نہ ہوگی (رواہ مسلم)

لکھتے لکھتے اس مقام پر عشق و ایمان کی غیرت نقطۂ انتہا کو پہنچ گئی ہے غیظ میں ڈوبے ہوئے ان کلمات کا ذرا تیور ملاحظہ فرمایئے! تحریر فرماتے ہیں۔

بھلا جس طرح حق تعالیٰ کے نزدیک صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں ویسا ہی اگر آپ کے نزدیک بھی رہتے تو اس میں آپ کا کیا نقصان تھا۔ کیا اس میں بھی کوئی شرک وبدعت رکھی تھی جو طرح طرح کے شاخسانے نکالے گئے۔

یہ تو بتایئے کہ ہمارے حضرت نے آپ کے حق میں ایسی کونسی بدسلوکی کی تھی جو اس کا بدلہ اس طرح لیا گیا کہ فضیلت خاصہ بھی مسلّم ہونا مطلقاً ناگوار ہے۔ یہاں تک کہ جب دیکھا کہ خود حق تعالیٰ فرمارہا ہے کہ آپ سب نبیوں کے خاتم ہیں تو کمال تشویش ہوئی کہ فضیلت خاصہ ثابت ہوئی جاتی ہے۔ جب اس کے ابطال کا کوئی ذریعہ دینِ اسلام میں نہ ملا تو فلاسفۂ معاندین کی طرف رجوع کیا اور امکان ذاتی کی شمشیر دودم (دودھاری تلوار) ان سے لے کر میدان میں آکھڑے ہوئے۔

پانچویں تنبیہ

افسوس ہے اس دُھن میں یہ بھی نہ سوچا کہ معتقدین سادہ لوح کو اس خاتم فرضی کا انتظار کتنے کنوئیں جھنکائے گا۔ مقلدین سادہ لوح کے دلوں پر اس تقریر نامعقول کا اتنا اثر تو ضرور رہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت میں کسی قدر شک پڑ گیا۔ چنانچہ بعض اتباع نے اس بنا پر الف لام خاتم النبیین سے یہ بات بنائی کہ حضرت صرف ان نبیوں کے خاتم ہیں جو گزر چکے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور کے بعد بھی انبیاء پیدا ہوں گے اور ان کا خاتم کوئی اور ہوگا۔

معاذ اللہ اس تقریر نے یہاں تک پہنچا دیا کہ قرآن کا انکار ہونے لگا۔ ذرا سوچیئے تو کہ حضور کے خاتم النبیین ہونے کے سلسلے میں یہ سارے احتمالات حضور کے روبرو نکالے جاتے تو حضور پر کس قدر شاق گزرتا۔

چھٹی تنبیہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے جب حضور کے سامنے تورات کے مطالعہ کا ارادہ ظاہر کیا تھا تو اس پر حضور کی حالت کس قدر متغیر ہو گئی تھی کہ چہرۂ مبارک سے غضب کے آثار پیدا تھے۔ اور باوجود اس خلق عظیم کے ایسے جلیل القدر صحابی پر کیسا عتاب فرمایا تھا جس کا بیان نہیں۔ جو لوگ تقرب و اخلاص کے مذاق سے واقف ہیں وہی اس کیفیت کو سمجھ سکتے ہیں۔ پھر یہ فرمایا کہ اگر خود حضرت موسیٰ میری نبوت کا زمانہ پاتے تو سوائے میرے اتباع کے ان کے لئے کوئی چارہ نہ ہوتا۔

اب ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے صحابی با اخلاص کی صرف اتنی حرکت اس قدر ناگوار طبع غیور ہوئی تو کسی زید و عمر کی اس تقریر سے جو خود خاتمیت محمدی میں شک ڈال دیتی ہے حضور کو کیسی اذیت پہنچتی ہوگی۔ کیا یہ ایذا رسانی خالی جائے گی؟ ہرگز نہیں۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ○	جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو لعنت کرے گا اللہ ان پر دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور تیار کر رکھا ہے ان کے لئے ذلت کا عذاب۔

انوار احمدی ص ۵۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

رسالہ مشتمل بر ذکر میلاد و فضائل و آداب حضرت سرور عالم سید العرب والعجم
باعث ایجاد کونین رسول الثقلین سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

مسمّٰی بہ

انوار احمدی

۱۳۲۳

مؤلفہ

عالیجناب مولانا مولوی حاجی حافظ عارف باللہ محمد انوار اللہ صاحب حیدرآبادی صانہ اللہ عن الشرور والاعادی

باہتمام احقر العباد خاکپائے علماء ربانی حکیم محمود صمدانی بلغہ الامال والامانی

بمطبع شمس الاسلام حیدرآباد مطبوع شد

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا محمد
وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد بندہ بے بضاعت محمد انوار اللہ ابن مولانا
ومرشدنا مولوی حافظ ابی محمد شجاع الدین صاحب قندہاری دکنی محبان بارگاہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ جس زمانہ مین کہ آقائے
دارین نے بنظر کمال بندہ پروری اس ناچیز کی حضوری افضل البلاد مدینہ طیبہ
زادہا اللہ شرفا مین منظور فرمائی تھی چند روز ایسے گذرے کہ کوئی کام درس
وتدریس وغیرہ کا متعلق نرہا چونکہ نفس ناطقہ بیکار نہین رہتا۔ یہ بات دلمین آئی
کہ چند مضامین میلاد شریف وفضائل ومعجزات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے
کتب احادیث وسیر سے منتخب کرکے منظوم کئے جائین ہرچند فن شاعری مین نہ کسی سے
تلمذ ہے نہ مہارت نہ اہل ہند کے محاورات سے وقفیت مگر صرف اس لحاظ سے
کہ یہ خدمت غالبًا مناسب مقام ہے اور تعجب نہین کہ اہل اسلام کو اس سے کچھ فائدہ
بھی حاصل ہو چند اشعار لکھے اور ہنوز مقصود تک پہنچا نہ تھا کہ ان اشعار کی شرح
کرنے کا خیال اس وجہ سے پیدا ہوا کہ جب تک ماخذ ان مضامین کا بیان نہ کیا جائے

قابل اعتماد نہ سمجھے جائین گے چنانچہ اُسی مدت حضوری مین چند اشعار کی شرح لکھی گئی تھی
کہ پھر یہ حرمان نصیب مہاجرت صوری مین مبتلا ہوا۔ جب مکہ معظمہ زاد ہا اللہ شرفاً
مین حاضر ہوا اور ان اجزا کی تالیف کا ذکر پیشگاہ اقدس قدوۃ المحققین ہادی منازل
تحقیق مرشدنا و مولانا حضرت حاجی شاہ امداد اللہ صاحب قدس سرہ العزیز مین آیا
ارشاد ہوا کہ ہم ان اجزا کو اول سے آخر تک سنین گے چنانچہ کمال شوق سے وہ تمام
اجزا حضرت نے سماعت فرمائے چونکہ بزرگان دین کو ذکر سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ کامل دلچسپی اور نسبت عشقیہ ہوتی ہے حضرت ممدوح اکثر مضامین پر نہایت
محظوظ ہوتے غرض پوری کتاب کو سماعت فرمانیکے بعد اوسکا نام انوار احمدی
تجویز فرماکر اپنی خوشنودی کے اظہار سے اسکو مسجل فرمایا چنانچہ تبرکاً وہ تحریرات درج ذیل
ہین۔ وہ اجزا ابتک یون رکھے ہوے تھے اور مشاغل ضروریہ سے اسقدر فرصت
نہ ملی کہ اونکی تکمیل ہو سکے۔ ان دنون بعض احباب خیرخواہ قوم و ملت نے اس بات پر
زور دیا کہ جسقدر شرح لکھی جاچکی ہے وہ ہی طبع کرا دیجائے۔ چونکہ حضرت ممدوح کا
ارشاد بھی اوسکے چھپوانے کیلئے تھا اسلئے امتثالاً للامر اس کتاب ناقص کے طبع کا ارادہ
کیا گیا۔ اور چند قصائد و غزلیات بھی اوسکے ساتھ ملحق کردیے گئے اگرچہ وہ اس قابل
نہین کہ اہل کمال کے روبرو پیش کئے جائین مگر چونکہ اوسی زمانہ حضوری مین عرض
کئے گئے تھی اس لئے خالی از مناسبت نہین فقط

نقل تحریر حضرت مولانا ممدوح قدس سرہ العزیز

بعد الحمد والصلوٰۃ ان دنون مین ایک عجیب و غریب کتاب لاجواب مسمّٰی بانوار احمدی

مصنفہ حضرت علامۂ زمان و فرید دوران عالم باعمل و فاضل بے بدل جامع علوم
ظاہری باطنی عارف باللہ مولوی محمد انوار اللہ حنفی و چشتی سلمہ اللہ تعالی فقیر کی نظر سے
گذری اور بلسان حق ترجمان مصنف علامہ کی اول سے آخر تک بغور سنی تو اس کتاب
کے ہر ہر مسئلہ کی تحقیق حقیقت اور حقانی میں تائید ربانی پائی گئی کہ اسکا ایک ایک جملہ و فقرہ
امداد مذہب و مشرب اہل حق کی کر رہا ہے اور حق کی طرف بلاتا ہے اللہ تعالی اس کے
مصنف کے علم اور عمل اور عمر میں برکت دے اور نعمائے عرفانی اور دولت قرب ربانی
سے مشرف فرما کر مراتب علیا کو پہنچا دے اور اس کتاب کو مقبول کرے تا طالبان حق اس سے
مستفید ہوتے رہیں آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالی علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

کاتب الحروف فقیر حقیر امداد اللہ حنفی چشتی عفی اللہ عنہ

ایضاً

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي جعلنا من خلائق من اراد الله به خيرا يفقهه في الدين والصلوة
والسلام على من بشر بالمقبولية ثم اتفاق العالمين وعلى اله واصحابه الطاهرين المطهرين
والائمة المجتهدين المطاعين اما بعد فيقول الفقير امداد الله الحنفي مذهبا والچشتي
مشربا والتهانوي ثم المكي موطنا جعله الله المدني مدفنا اني سمعت هذا الكتاب من اوله
الى اخره بحسب الاداب ووجدته موافقا للسنة السنية فسميته بالانوار الاحمدية
نافعا لاهل هذا الزمان [illegible] لعل يقبله الله بقبول المقبولين ويجعله ذخيرة ليوم
الدين امين وبارك الله في المصنف [illegible] مقام شرفه بنعم حسن الختام [illegible]

[illegible] تطمئن القلوب بالاذكار		بجانب [illegible] المصنف [illegible] اسمه انوار

کہ اسقدر قدر افزائی ہوئی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اگر جانفشانی پر اسکا مدار ہوتا تو انبیائے سابق زیادہ تر مستحق ان مراتب کے تھے۔ معاذ اللہ یہان عبودیت وعبادت کو کیا دخل۔ یہ ایک خاص فضیلت ہے جس کا وجود قبل تخلیق عالم ہو چکا ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ اب اگر بالفرض کوئی تمام ملائک وجن وانس وغیرہ کی عبادت کرکے یہ توقع رکھے کہ ہم بھی ایسا رتبہ حاصل کر سکتے ہین تو کیا ممکن ہوگا نعوذ باللہ من ذالک یہ بھی ایک قسم کا جنون سمجھا جائے گا خالق عالم جل شانہ نے ازل سے ابد تک کی فضیلت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر چکا ازل کا حال تو کسیقدر معلوم ہوا ابد کا حال بھی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہوگا شمہ یہ ہے کہ جنت کی کنجیان حضرتؐ ہی کے ہاتھ مین ہونگی اور سلطنت جنت کی حضرتؐ ہی کو مسلم ہے پھر یہ خیال کہ (کسی دوسرے کو بھی حضرتؐ کی سی فضیلت حاصل ہو سکتی ہے) اس خدائی مین تو اسکا ظہور ممکن نہین۔ کیونکہ یہان تو انحصار ازل وابد کا ہوگیا۔ اب اس سے زیادہ اس خیال مین خامہ فرسائی کرنا کلمات کفر کی حکایت کرنا ہے۔ کسی مسلمان کو طمع تو درکنار۔ خیال تک نہین آسکتا کہ شرافت وفضیلت ذاتی مین حضرتؐ کے ساتھ کسی قسم کی تساوی ڈھونڈھے (چہ نسبت خاک را با عالم پاک) اس تقریر سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ دوسرا شخص خاتم النبیین ہونا محال ہے۔ پھر بعض لوگ جو کہتے ہین کہ اگرچہ دوسرا خاتم النبیین ہونا محال وممتنع ہے مگر یہ امتناع لغیرہ ہوگا نہ بالذات جس سے امکان ذاتی کی نفی نہین ہو سکتی۔ کیونکہ امکان ذاتی اور امتناع لغیرہ مین کچھ

منافات نہین۔ سو اوسکا جواب یہ ہے کہ وصف خاتم النبیین خاصہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو دوسرے پر صادق نہین آسکتا۔ اور موضوع لہ
اس لقب کا ذات اکمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کہ عند الاطلاق کوئی
دوسرا اس مفہوم مین شریک نہین ہوسکتا۔ پس یہ مفہوم جزئی حقیقی ہے۔ اور
کلیت مفہومی جو وضع سے قطع نظر کرنے مین معلوم ہوتی ہے بسبب وضع
کے جاتی رہی۔ جیسا کہ عبد اللہ جب کسی شخص معین کے لئے وضع کیا جاتا ہے
جزئی حقیقی ہوجاتا ہے۔ اور مفہوم کلی اس لفظ کا اوسکی جزئیت مین کچھ فرق
نہین لاتا۔ بلکہ اگر غور کیا جاے تو معلوم ہو کہ یہ مثال بھی پورے طور پر
یہان تائید نہین دیتی۔ اسلئے کہ عبد اللہ عین وقت وضع مین برابر دوسرون
پر کہا جاتا ہے۔ بخلاف لفظ خاتم النبیین کے کہ جب سے واضع نے اوسکو
وضع کیا ہے کبھی دوسرے پر اوسکا اطلاق کیا ہی نہین اور نہ اطلاق اوسکا
سوائے ایک ذات کے دوسرے پر صحیح ہوسکتا ہے۔ اسلئے کہ ختم انتہا کو
کہتے ہین اور ظاہر ہے کہ انتہا متجزی نہین ہوسکتی تاکہ دو شخص اس صفت
کے ساتھ متصف ہون۔ پھر جب عقل نے بتبعیت نقل ایک ذات کے اتصاف
کو مان لیا اوسکے نزدیک محال ہوگیا کہ دوسری ذات اس صفت کے ساتھ
متصف ہوسکے۔ اور بحسب منطوق لازم الوثوق قولہ تعالے مَا یُبَدَّلُ
الْقَوْلُ لَدَیَّ کے جب ابد الآباد یہ لقب مختص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ہی کیلئے ٹھیرا۔ تو جزئیت اس مفہوم کی ابد الآباد کے لئے ہوگئی۔ کیونکہ یہ لقب
قرآن شریف سے ثابت ہے جو بلاشک قدیم ہے الحاصل اس مفہوم کی

معین ہوا وہ صفت مختصہ اوسکی یعنے (تقینی جمیع خطوط مذکورہ کا ہونا) بھی اوپر
صادق آرہی ہے۔ ہر چند یہ صفت بھی کلی ہے مگر کلیت اوسکی بھی مثل کلیت
مرکز کے ہے کہ قبل تعین مصداق کے علی سبیل البدلیت مصادیق اوسکے
بہت سے ہو سکتے ہین اور جب مصداق معین ہو گیا اب احتمال کثرت کا
جاتا رہا۔ پس یہ صفت اگرچہ کہ علم مرکز کا نہین مگر اختصاص مین اس درجہ
کو پہنچی ہوئی ہے کہ عند الاطلاق سوا اس مرکز کے جو جزئی حقیقی ہے
دوسرے کے طرف ذہن منتقل ہو ہی نہین سکتا اسی طرح خاتم النبیین کا مفہوم
کہ عند الاطلاق سوا اس ایک ذات خاص کے دوسرا کوئی متبادر نہین
ہوتا۔ پس معلوم ہوا کہ بعد تعین مصداق کے مرکز اور مبدا اور منتہا مین کثرت
نہین آسکتی۔ اسی طرح اول و آخر سلسلہ کا مبدا اور منتہی ہوگا وہان بھی اس
قسم کی تقریر جاری ہوگی۔ چونکہ خاتم النبیین کے معنی بھی منتہائے نبیین ہے
اس سبب سے یہ بھی اس قسم کی کلی ہوگی کہ بعد تعین مصداق کے جزئی
حقیقی ہو جائے اور سوائے ایک ذات کے دوسرے پر صادق نہ آسکے
ہان کلیت اوسکی قبل تعین مصداق متحقق ہے کہ علی سبیل البدلیت بہت افراد
پر صادق آسکتی تھی جیسے مرکز مثال مذکورہ مین۔ اب یہ دیکھا جائے کہ
مصداق اوسکا کب سے معین ہوا سو ہمارا دعوی یہ ہے کہ ابتدائے عالم
امکان سے جس قسم کا وجود فرض کیا جائے ہر وقت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اس صفت مختصہ کے ساتھ متصف ہین کیونکہ حق تعالی اپنے
کلام قدیم مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرما چکا ہے۔

اب کونسا ایسا زمانہ نکل سکے گا کہ صفت علم و کلام باری تعالی پر مقدم ہو۔
پھر تعین ذات خاصہ اور اتصاف اس صفت مختصہ کے لئے وجود خارجی
شرط نہین جیسے مرکز مین ابھی معلوم ہوا۔ اور قطع نظر اسکے خود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے اور حاکم نے مستدرک مین روایت کیا
ہے کنت نبیا و آدم بین الماء والطین یعنے ہنوز آدم علیہ السلام پانی اور
کیچڑ مین تھے اور مین نبی تھا اب ہم یقیناً کہہ سکتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ازل سے متصف اس صفت خاصہ کے ساتھ ہین۔ اور جو جو تقلبات
آنحضرت صلی اللہ وسلم کے ہر عالم مین ہوسے ہین اوسکو ہم ایسے سمجھتے ہین
جیسے لڑکپن جوانی وغیرہ کہ ذات ہر وقت مین محفوظ ہے حق تعالی فرماتا ہے
وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ امام سیوطی رح نے مسالک الحنفا مین نقل
کیا ہے وقد قال ابن عباس فی تاویل قول اللہ و تقلبک فی الساجدین
اے تقلبک من اصلاب طاہرۃ من اب بعد اب الی ان جعلک نبیا
اسی مضمون کو حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی نے نظم مین لکہا ہے
تنقل احمد نور عظیم ٭ تلالا فی جبین الساجدینا ٭ تقلب فیہم قرنا فقرنا ٭ الی ان جاء خیر المرسلینا
ذکرہ الامام السیوطی رح فی مسالک الحنفاء۔ اور حافظ العصر ابن حجر عسقلانی رح نے
کہا ہے ٭ نبی الہدی المختار من آل ہاشم ٭ فعن فخرہم فلیقصر المتطاول ٭ تنقل فی
اصلاب قوم تشرفوا ٭ بہ مثل ما للبدر تلک المنازل ٭ ذکرہ السیوطی رح فی المقامات
السندسیہ اس سے بھی معلوم ہوا کہ عالم شہادت کے پہلے بھی ذات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی محفوظ تھی کیونکہ تقلب صفت ہے اور قیام صفت کا

صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک مین ازل سے قایم ہے جیسے ابھی مذکور ہوا اگر صفت مختصہ ہونیکی وجہ سے انحصار اس صفت کا ذات مبارک مین ہے اس انحصار سے یہ لازم نہین آتا کہ لفظ خاتم النبیین علم ہوجاے کیونکہ یہ لفظ ذات مع الصفت پر دلالت کرتا ہے نہ صرف ذات پر الحاصل صفت خاتمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ازلاً و ابداً مسلم ہوگئی اب کسی دوسرے کا اتصاف اس صفت مختصہ کے ساتھ محال ہے جیسے کہ سواے نقطۂ مخصوصہ کے متصف بصفت مرکزیت ہونا کسی دوسرے نقطہ کا دایرہ خاص مین محال ہے۔ اب ہم ذرا اون صاحبون سے پوچھتے ہین کہ اب وہ خیالات کہان ہین جو کل بدعۃ ضلالۃ پڑھ پڑھ کے ایک عالم کو دوزخ مین لیجارہے تھے۔ کیا اس قسم کی بحث فلسفی بھی کہین قرآن وحدیث مین وارد ہے۔ یا قرون ثلثہ مین کسی نے کی تھی پھر ایسی بدعت قبیحہ کے مرتکب ہوکر بحب واقع کیا استحقاق پیدا کیا۔ اور اس مسئلہ مین جبتک بحث ہوتی رہیگی اوسکا گناہ کسکی گردن پر۔ دیکھیے حدیث شریف مین وارد ہے فی المشکوۃ وعن جریرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرہا ووزر من عمل بہا من بعدہ من غیر ان ینقص من اوزارہم شئی الحدیث رواہ مسلم یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اسلام مین برا طریقہ نکالے تو علاوہ اوس جرم ارتکاب کے جتنے لوگ اوس کے بعد اوسپر عمل کرتے رہین سب کا گناہ اوس کے ذمہ ہوگا اور اون کے گناہ مین کچھ کمی

نہوگی روایت کیا اسکو مسلم نے انتہی بھلا جس طرح حق تعالی کے نزدیک صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہین۔ ویساہی اگر آپ کے نزدیک بھی رہتے تو اسمین کیا نقصان تہا۔ کیا اسمین بھی کوئی شرک و بدعت رکھی تھی جو شاخ شاہنے نکالے گئے۔ یہہ تو بتلائیے کہ ہمارے حضرت نے آپ کے حق مین ایسی کونسی بدسلوکی کی تھی جو اوسکا بدلہ اس طور پر کیا جارہا ہے کہ تفضیلات خاصہ کا مسلم ہونا مطلقاً ناگوار ہے۔ یہانتک کہ جب دیکہا کہ خود حق تعالی فرمارہا ہے کہ آپ سب نبیون کے خاتم ہین۔ کمال تشویش ہوئی کہ ہائے تفضیلات مختصہ ثابت ہوئی جاتی ہے جب اس کے ابطال کا کوئی ذریعہ دین اسلام مین نہ ملا فلاسفہ معاندین کی طرف رجوع کیا۔ اور امکان ذاتی کی شمشیر دودم اونسے لیکر میدان مین آکہڑے ہو۔ افسوس ہے اس ذہن مین یہ بھی نہ سوجہا کہ معتقدین سادہ کو انتظار اس خاتم فرضی کا کسقدر کنوین جہکائیگا۔ مقلدین سادہ کے دلون پر اس تقریر معقولی کا اتنا تو ضرور اثر ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت مین کسی قدر شک پڑگیا گو دقایق معقولی کو نہ سمجھے ہون۔ چنانچہ بعض اتباع نے اسی بناپر الف ولام خاتم النبیین سے یہ بات بنائی کہ حضرت ان نبیون کے خاتم ہین جو گزر چکے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ آیندہ جو انبیا پیدا ہونگے اونکا خاتم کوئی اور ہوگا۔ معاذ اللہ اس تقریر نے کہانتک پہنچادیا کہ قرآن کا انکار ہونے لگا۔ ذرا سوچئے تو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رو برو خاتم النبیین ہونے مین یہ احتمالات نکالے

جاتے توکسقدر حضرت پر شاق ہوتا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے صرف توراۃ کے
مطالعہ کا ارادہ کیا تھا اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کیسی متغیر
ہوگئی کہ چہرہ مبارک سے آثار غضب پیدا تھے۔ اور باوجود اس خلق عظیم
کے ایسے صحابی جلیل القدر پر کیا عتاب فرمایا کہ جس کا بیان نہین۔ جو
لوگ مذاق تقرب واخلاص سے واقف ہین اوسکو سمجھ سکتے ہین۔ پھر یہ
فرمایا کہ اگر خود موسی میری نبوت کا زمانہ پاتے تو سواے میری اتباع کے
انسے کچھ نہ بن پڑتی۔ دیکھ لیجے وہ روایت مشکوۃ شریف مین ہے

عن جابرؓ ان عمر بن الخطابؓ اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنسخة من
التوراة فقال یارسول اللہ ہذہ نسخة من التوراة فسکت فجعل یقرأ ووجہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتغیر فقال ابو بکر ثکلتک الثواکل ما ترے
ما بوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنظر عمر الی وجہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ رضینا باللہ ربا وبالاسلام
دینا وبمحمد نبیا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لو بدا لکم
موسی فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان موسی حیا وادرک
نبوتی لاتبعنی رواہ الدارمی یعنے روایت ہے جابرؓ سے کہ ایکبار عمر رضی اللہ عنہ نے
توراۃ کا نسخہ لاکر عرض کی یارسول اللہ یہ تورات کا نسخہ ہے حضرت
خاموش ہوگئے وہ لگے پڑھنے ادہر چہرہ مبارک متغیر ہونے لگا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے
یہ دیکھکر کہا اے عمر تم تباہ ہوگئے کیا چہرہ مبارک کو نہین دیکھتے۔ عمر رضی اللہ عنہ
یہ دیکھتے ہی کہنے لگے مین پناہ مانگتا ہون خدا ورسول کے غضب سے

ہم راضی ہین اپنے پروردگار اور دین اسلام اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اللہ کی جس کے ہاتھ مین میری جان ہے اگر موسیٰ تم مین ظاہر ہوتے اور تم لوگ مجھے چھوڑ کر اونکی پیروی کرتے تو ضرور گمراہ ہوجاتے اگر موسیٰ اسوقت زندہ ہوتے اور میری نبوت کے زمانہ کو پاتے تو میری ہی اطاعت کرتے اور روایت احمد و بیہقی مین

وما وسعہ الا اتباعی ہے یعنے سوائے میری اتباع کے اون سے کچھ بن پڑتی اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے سے صحابی با اخلاص کی صرف اتنی حرکت اسقدر ناگوار طبع غیور ہوئی۔ تو کسی زید و عمرو کی اس تقریر سے جو خود خاتمیت مین شک ڈالدیتی ہے۔ کیسی اذیت پہنچتی ہوگی۔ کیا یہ ایذارسانی خالی جائیگی ہرگز نہین حق تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ترجمہ جو لوگ ایذا دیتے ہین اللہ کو اور اللہ کے رسول کو لعنت کریگا اونکو اللہ دنیا اور آخرت مین اور مہیا کر رکھا ہے اونکے واسطے ذلت کا عذاب انتہیٰ نسأل اللہ تعالیٰ توفیق الادب وہو ولی التوفیق۔

(۶)

ہو درود پاک بھی ذکر شہ عالی مقام		ہر طرح سے جس کا خالق کو ہو منظور اہتمام
بھیجتا ہو خود درود اوس فخر عالم پر مدام		اور فرشتے دائما مشغول ہین جسمین تمام

	کیسی طاعت ہوگی وہ جسمین ہو خود حق بھی شریک	
	ہی جو طاعت سی بری جس کا نہین کوئی شریک	

قولہ ہے درود پاک بھی ذکر شہ عالی مقام۔ تیسری تسدیس مین معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ

وجہ سے قاسم نانوتوی کو عقیدۂ ختم نبوت کا منکر نہیں سمجھتے۔ (جمالِ کرم، ج۱، ص۲۹۳) تاہم ان کے نزدیک قاسم نانوتوی نے ختم نبوت کے اس مفہوم کی اہمیت ختم کر دی جس پر اجماعِ اُمت ہے۔ (جمالِ کرم، ج۱، ص۲۸۱) اور اس نے سارے صحابہ کو زمرۂ عوام میں شامل کیا اور ان میں کسی کو بھی اہلِ فہم نہ مانا، اب یہ جسارت مصنف تحذیر الناس کے علاوہ اور کسی نے نہ کی۔ (جمالِ کرم، ج۱، ص۲۸۲) اس قسم کی باتوں کو کوئی قاسم نانوتوی کی تعریف کرنا یا مسلمان ماننا سمجھتا ہے تو یہ ایک قسم ظریفی ہوگی، یا ایک مسخرانہ بادشاہی۔ پیر صاحب نے تحذیر الناس پر امام احمد رضا کے فیصلے کو ''بے لاگ تنقید'' قرار دیا ہے۔ (جمالِ کرم، ج۱، ص۲۹۰) یہ امام احمد رضا کی تصدیق و توثیق نہیں تو اور کیا ہے؟۔ البتہ قضیہ کو خاتمیت مرتبی سے وابستہ کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ پیر صاحب نے ابھی بھی تحذیر الناس کا مکمل غور سے مطالعہ نہیں کیا، ورنہ مصنف تحذیر الناس تو خاتمیت مرتبی اور خاتمیت زمانی کو لازم وملزوم کے درجے میں لیتا ہے۔ یہی کم نظری پیر صاحب کی یہاں لغزش کا سبب بنی ہے۔ چنانچہ انہیں ضیاء الامت ماننے سے تو اختلاف کیا جاسکتا ہے مگر انہیں علمائے اہل سنت میں سے خارج کرنا ہرگز ہرگز صحیح نہیں ہے۔ کسی معتبر سنی عالم دین نے پیر کرم شاہ مرحوم کو کافر یا گمراہ نہیں لکھا ہے۔ علامہ مفتی عبدالمجید سعیدی مدظلہٗ نے کسی کے تبسم پر اعتماد کر کے ''احمد البیان'' میں جو کچھ لکھا اس سے وہ رجوع فرما چکے ہیں۔ تقیہ باز کرنل انور اور اس کا ساقی، نامحمود قطعاً غیر معتبر ہیں۔ ''تحذیر الناس میری نظر میں'' لکھنے سے پہلے والوں کے تبصرے اب منسوخ سمجھے جائیں۔ یوں ہی حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت خواجہ حمید الدین سیالوی مدظلہٗ نے پیر محمد کرم شاہ صاحب کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ (جمالِ کرم، ج۳، ص۲۲) اگر یہ پیر صاحب کو سنی نہ سمجھتے تو ان کی نمازِ جنازہ ہرگز نہ پڑھاتے۔

□□□□□

جناب ملنگ صاحب! میں نے کتاب ''تحذیر الناس'' کی عبارات میں کفر ثابت کیا جو کہ اسی پوسٹ میں اوپر ہے، آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

آپ نے پیر کرم شاہ صاحب کے متعلق جو لکھا اس کا جواب آپ کے ڈاکٹر خالد محمود نے ''مطالعہ بیلویت'' میں دے دیا ہے، اس کی وضاحت ہم پہلے بھی کر چکے، اگر ان کا فتویٰ آپ کی حمایت میں تھا تو ڈاکٹر خالد محمود نے کیا لکھ دیا؟ ان سے پوچھیں، ہمارا موقف پڑھ لیں :

پیر کرم شاہ صاحب کو ۱۹۶۴ء میں مغالطہ دیا گیا، انہوں نے غلط فہمی کا شکار ہو کر کتاب کی تعریف کر دی، پھر ماہنامہ ضیائے حرم شمارہ اکتوبر ۱۹۸۶ء کے ص ۹ پر انہوں نے اس بات پر ندامت و افسوس ظاہر کیا ہے۔ (السلم التوبہ) اسی شمارہ کے ص ۵۲ پر انہوں نے امام اہل سنت کے فتوے (حسام الحرمین) کی ''بے لاگ تنقید'' کے الفاظ سے تائید کی۔ اور ص ۴۴ پر نانوتوی کی عبارت کو خاتم النبیین کے اجماعی مفہوم کے مخالف قرار دیا اور صحابہ کرام کو زمرۂ عوام میں شمار کرنے اور اہل فہم سے خارج کرنے کی جسارت کی طرف متوجہ کیا۔ ص ۴۶ پر لکھا کہ'' ان احادیث قطعیہ کے مقابلہ میں اپنی طرف سے ایک تفسیر کا اضافہ ایک اچنبھا ہے''۔ آگے خاتمیت بمعنی تاخر زمانی لینے پر اعتراضات کو ایک طرفہ تماشہ قرار دیا، یہاں اچنبھا اور طرفہ تماشہ کے الفاظ مفتی کی زبان نہیں بلکہ ادیب اور مصلح کی زبان کہے جاسکتے ہیں۔ ۱۹۷۷ء میں سورۃ طلاق کی تفسیر لکھتے ہوئے اثر ابن عباس کو موضوع اور من گھڑت قرار دیا تھا (تفسیر ضیاء القرآن، ص ۳۰۸۲) اور تحذیر الناس کی بنیاد ہی اڑا دی۔ ۱۹۷۱ء میں سورۃ احزاب کی تفسیر میں صراحتہً لکھا کہ خاتم النبیین کا معنی آخر النبیین ہے، یہاں فقط یہی مراد ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن ص ۲۱۵۱) پیر کرم شاہ صاحب نے نانوتوی کے خلاف بہت کچھ لکھا ہے، مگر مفتی کی بجائے ادیب کے رنگ میں لکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مطالعہ بریلویت کے مصنف کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ آخر کار پیر کرم شاہ صاحب نے سابقہ موقف چھوڑ کر دیوبندی حضرات کو تکفیر کا صدمہ پہنچایا ہے۔ (مطالعہ بریلویت ج ۱، ص ۲۱۳) تو پھر ان کا سابقہ موقف بیان کرتے رہنا طفل تسلی نہیں تو اور کیا ہے؟ باقی حضرات کے سلسلہ میں عرض ہے کہ عمومی قاعدہ ہے کہ تعدیل مبہم پر جرح مفسر کو ترجیح ہوتی ہے اور مخالف متعصب کی جرح مبہم کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

تحذیر الناس

میری نظر میں

جسٹس پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری

ں بڑی خوشی کا ہوگا جب اس ویران گھر سے میں روانہ ہونگا اور اس روانگی سے جان
ات مکمل کروں گا اور محبوب کی)

ـہ قبریں بنا کر اسباب رحمت کم کردیتے ہیں

لفوظ ۳۱۳) ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ یہ جو آج کل پختہ قبریں
ـاتے ہیں یہ لوگ میت پر جو رحمت کے اسباب ہوتے ہیں ان میں سے ایک سبب کو
ـم کردیتے ہیں ایک حدیث میں ہے کہ کوئی نبی کسی مقبرہ سے گذرے بعض اموات کو
ـعذب دیکھا پھر ایک مدت کے بعد جو گذر ہوا تو مغفور پایا وجہ پوچھی ارشاد ہوا کہ عذاب
ـکی وجہ تو اعمال بد تھے مگر جب ان کے کفن گل ہوگئے ہڈیاں بوسیدہ ہوگئیں قبریں منہدم
ہوگئیں اس حالت پر ہم کو رحم آیا ہم نے بخش دیا پھر عقلی طور پر سمجھو کہ جب خود ہی نہ
رہے اب پختہ قبر ہی میں کیا رکھا ہے اور پختہ قبر تو محض بیکار ہے اہل فنا کی تو یہ شان
ہوتی ہے کہ بعض برکات کی غیر ضروری چیزوں سے بھی بلکہ بعض اوقات غلبہ حال میں
بعض ضروری چیزوں سے بھی ان کو دلچسپی نہیں رہتی مولوی غوث علی شاہ صاحب پانی
پتی نے عین جان کندنی کے وقت جب لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ کو کہاں دفن کریں
مخدوم صاحب میں یا قلندر صاحب میں۔ جواب میں فرمایا کہ میں نے سب کے تلوے
سہلائے اب مجھ کو نہ ضرورت مخدوم صاحب کی نہ قلندر صاحب کی مجھ کو صرف جوار
رحمت کافی ہے میری لاش کو کفن دے کر ایک چٹیل میدان میں رکھ دینا تاکہ چیل کوے
میری لاش کو کھائیں اور ان کا پیٹ بھر جائے شاید اسی سے حق تعالیٰ میری نجات
فرمادیں۔

مولانا عبدالحی کو ہمارے بزرگوں سے محبت تھی

(ملفوظ ۳۱۴) ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ مولانا عبدالحی صاحب
لکھنوی کی عمر غالباً چالیس سال کی بھی نہیں ہوئی مولانا کو باقاعدہ کسی شیخ کے پاس نہیں
رہے مگر رات دن چونکہ کتاب و سنت کی خدمت میں مشغول رہتے تھے اس کی یہ سب
برکت تھی جو ان کے حالات سے ظاہر ہے جس میں بڑی نعمت مقبولین سے محبت تھی
چنانچہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب بیمار ہوئے تو ایک روز فرمایا کہ

گڑیوں کو جی چاہتا ہے ان کو خبر ہو گئی بڑے اہتمام کے ساتھ لکھنو سے گڑیاں بھیجیں
جس وقت مولانا نے تحذیر الناس لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ
موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحی صاحب کے مولانا کو ہمارے بزرگوں سے بے حد
عقیدت اور محبت تھی۔

ریاستوں کے لوگوں میں سادگی

(ملفوظ ۳۱۵) ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ اکثر ریاستوں کے لوگوں میں اب تک بھی
سادگی خلوص مروت اور محبت ہے مگر جہاں انگریزی کا غلبہ ہے وہاں نہ ادب ہے نہ خلوص
نہ مروت نہ سادگی ہر شخص فرعون بے سامان نظر آتا ہے ریاستوں کی سادگی پر ایک واقعہ
یاد آیا جس سے علماء کی سادگی کے ساتھ والیان ملک تک کی سادگی ظاہر ہوتی ہے وہ واقعہ یہ
ہے کہ مولانا عبدالقیوم صاحب جو بھوپال میں تشریف رکھتے تھے ایک مرتبہ بیگم صاحبہ
ان کی زیارت کے لئے حاضر ہوئیں جب رخصت ہونے لگیں مولانا نے بیگم صاحبہ کے
جوتے سیدھے کر کے رکھ دیئے۔ بیگم صاحبہ بہت شرمائیں اور عرض کیا کہ مجھ کو آپ
نے گنہگار کیا مولوی صاحب نے کہا کہ میں نے آپ کو بزرگ سمجھ کر جوتیاں سیدھی کی
ہیں بیگم صاحبہ نے کہا کہ مجھ کو آپ نے بزرگ کیسے سمجھا مولوی صاحب نے کہا کہ مجھ کو
آپ کے شہر میں اتنا عرصہ وعظ کہتے اور نکاح بیوگان کی ترغیب دیتے ہو گیا مگر اب تک
ایک نکاح بھی نہیں ہوا۔ یہ تو میری بزرگی تھی اب آپ اپنی بزرگی آزما کر دیکھ لیجئے کہ
بس اس کے متعلق ایک عام حکم دے دیں پھر دیکھیں اگر ایک بیوہ بھی نکاح سے رہ
جائے اس سے آپ کی اور میری بزرگی معلوم ہو جائے گی بیگم صاحبہ سمجھدار اور دیندار
تھیں اگلے ہی روز صبح کو دربار میں بیٹھ کر ایک دم حکم دے دیا اور ایک مناسب مدت معین
کر کے اعلان کر دیا کہ اس مدت کے اندر کوئی بیوہ نکاح ثانی سے باقی نہ رہنے پاوے ورنہ
سزا ہوگی جناب جلدی ہی دو ہفتہ کے اندر اندر تمام بیواؤں کے نکاح ہو گئے مولوی صاحب
کی تدبیر کیسی کارآمد ہوئی دیکھئے اس واقعہ میں رئیسہ کی سادگی تو یہ کہ ایک عالم کی زیارت
کو خود آئیں اور مولانا کی سادگی یہ کہ ان کی جوتیاں سیدھی کر کے رکھ دیں (جس کے ذریعہ
سے بیگم صاحبہ سے ایک دینی خدمت لے لی) اور یہ مولانا تھے بڑے ظریف کسی نے

۷۸۶
انہ ہو العلیم الخبیر

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ رسالہ مؤلفہ جناب مولانا محمد قاسم صاحب
مرحوم نانوتوی مزیل التباس اور موضح اثر ابن عباس

مسمی بہ

تحذیر الناس ۱۳۴۴

باہتمام

مولوی محمد طیب و مولوی محمد طاہر صاحبان مالکان
قاسمی پریس دیوبند میں طبع ہوا

تحذیر الناس کا صفحہ ٹائیٹل

مگر اس کے ساتھ یہ بھی اہل فہم جانتے ہیں کہ نبوت کمالات علمی میں سے نہیں الغرض کمالات ذوی العقول
کل دو کمالوں میں منحصر ہیں ایک کمال علمی دوسرا کمال عملی اور بناء مدح کل انہیں دو پر تو منحصر
ہے چنانچہ کلام اللہ میں چار فرقوں کی تعریف کرتے ہیں نبیین اور صدیقین اور شہدا اور
صالحین جن میں سے انبیاء اور صدیقین کا کمال تو کمال علمی ہے اور شہداء اور صالحین کا کمال عملی
انبیاء کو تو منبع العلوم اور فاعل اور صدیقین کو مجمع العلوم اور قابل سمجھیے اور شہدا کو منبع العمل اور فاعل
اور صالحین کو مجمع العمل اور قابل خیال فرمائیے دلیل اس دعوے کی یہ ہے کہ انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز
ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے
بلکہ بڑھ جاتے ہیں اور گو قوت عملی اور ہمت میں انبیاء امتیوں سے زیادہ بھی ہوں تو یہ مٹے ہوئے کہ مقام
شہادت اور وصف شہادت بھی انکو حاصل ہو مگر کوئی ملقب ہوتا ہے تو اپنے اوصاف غالبہ کے ساتھ
ملقب ہوتا ہے مرزا جان جاناں صاحب اور شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبد العزیز صاحب رح
چاروں صاحب جامع بین الفقر والعلم تھے پر مرزا صاحب اور شاہ غلام علی صاحب تو فقیری
میں مشہور ہوئے اور شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبد العزیز صاحب علم میں وجہ اس کی یہی
ہوئی کہ ان کے علم پر تو ان کی فقیری غالب تھی اور ان کی فقیری پر ان کا علم اگرچہ ان کا علم سے ان کا
علم ان کی فقیری سے ان کی فقیری کم نہ ہو سو انبیاء میں علم عمل سے غالب ہوتا ہے اگرچہ ان کا عمل
اور ہمت اور قوت اوروں کے عمل اور ہمت اور قوت پر غالب ہو بہرحال علم میں انبیاء اوروں
سے ممتاز ہوتے ہیں اور مصداق نبوت وہ کمال علمی ہے جیسا کہ مصداق صدیقیت بھی وہ کمال علمی
ہے چنانچہ نبا اور صدق بھی ماخذ اوصاف مذکورہ اسباب پر شاہد ہے نبا خود خبر کو کہتے ہیں
جو اقسام علوم یا معلوم میں سے ہے اور صدق اوصاف علم میں سے ہے پر نبوت اور صدیقیت
میں وہی فرق فاعلیت اور قابلیت ہے جو آفتاب و آئینہ میں وقت تقابل معلوم ہوتا ہے چنانچہ وہ
حدیث مرفوع قولی جس کا یہ مطلب ہے کہ جو میرے سینہ میں خدا نے ڈالا تھا میں نے ابو بکر کے سینہ
میں ڈالدیا اسپر شاہد ہے مگر جیسے نبی کو نبی اس لیے کہتے ہیں کہ خبردار یا خبردار کرنے والا ہوتا ہے

تحذیر الناس صفحہ ۵ کا اصل فوٹو

انکار میں تو تکذیب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی کھٹکا تھا اقرار میں تو کچھ اندیشہ ہی نہیں بلکہ سات
زمینوں کی اگر لاکھ دو لاکھ اور بڑھیے اسی طرح اور زمینیں تسلیم کر لیں تو میں فرمکش ہوں کہ انکار سے
زیادہ اس اقرار میں کچھ دقت نہ ہوگی نہ کسی آیت کا تعارض نہ کسی حدیث سے معارضہ رہا اثر
معلوم ہیں سات سے زیادہ کی نفی نہیں سو جب انکار اثر مذکور میں باوجود تصحیح ائمہ حدیث یہ جہاں تک
تھا اقرار اور اضمی زمانہ از سبع میں تو کچھ ڈر ہی نہیں علاوہ بریں بر تقدیر خاتمیت زمانی انکار اثر مذکور
میں عظمت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں کچھ افزائش نہیں ظاہر ہے کہ اگر ایک شہر آباد ہو اور اسکا ایک شخص
حاکم ہو یا سب میں افضل تو بعد اسکے کہ اس شہر کی برابر دوسرا ویسا ہی شہر آباد کیا جائے اور اسمیں
بھی ایسا ہی ایک حاکم ہو یا سب میں افضل تو اس شہر کی آبادی اور اسکے حاکم کی حکومت یا اسکے
فرد افضل کی افضلیت سے حاکم یا افضل شہر اول کی حکومت یا افضلیت میں کچھ کمی نہ آجائے گی اور اگر
دو صورت تسلیم اور چھ زمینوں کے وہاں کے آدم و نوح وغیرہم علیہم السلام ہم عصر خاتم ہوں یا زمانہ سابق میں ہوں
تو باوجود مماثلت کلی بھی آپ کی خاتمیت زمانی سے انکار نہ ہو سکے گا جو وہاں کے محمد صلے اللہ علیہ
وسلم کے مساوات میں کچھ حجت کیجیے، ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجیے جیسا
اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے، تو پھر سوائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود
بالخلق میں سے مماثل نبوی صلے اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد
خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی، افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائیگی
بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق
نہ آئیگا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا
جائے، بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونا مثبت ثابت خاتمیت ہے۔ معارض و مخالف خاتم النبیین نہیں جو یوں
کہا جائے کہ یہ اثر شاذ بمعنے مخالف روایۃ ثقات ہے بعد اس کے یہ بھی واضح ہو گیا ہوگا کہ حسب تصریح
منکران اثر اس اثر میں کوئی علت قادحہ بھی نہیں جو اسی راہ سے انکار صحت کیجیے، کیونکہ اول تو امام
بیہقی کا اس کی نسبت صحیح کہنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں کوئی علت قادحہ خفیہ قادحہ فی الصحت نہیں
دوسرے شذوذ تھا تو یہی تھا کہ مخالف جملہ خاتم النبیین ہے اور علت تھی تو یہی تھی اگر اور کوئی آیت یا
حدیث ایسی ہوتی جس سے سات سے کم زیادہ زمینوں کا ہونا یا انبیاء کا کم و بیش ہونا یا نہ ہونا ثابت ہوتا
تو یہ کہہ سکتے تھے کہ وجہ شذوذ یہ ہے۔ مگر آج تک کسی نے ایسی آیت و حدیث سنی نہ مدعیوں نے پیش کی
علے ہذا القیاس مضمون علت قادحہ کو خیال فرمائیے۔ آج تک سوائے مخالفت مضمون مذکور

تحذیر الناس صفحہ ۲۵ کا اصل فوٹو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس باب میں کہ زید نے بہ تتبع ایک عالم کے جس کی تصدیق ایک مفتی مسلمین نے بھی کی تھی دربارۂ قول ابن عباس جو در منثور وغیرہ میں ہے۔ ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم و عیسیٰ کعیسٰکم ونبی کنبیکم کے یہ عبارت تحریر کی کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہے۔ اور زمین کے طبقات جدا جدا ہیں۔ اور ہر طبقے میں مخلوق خدا ہے اور حدیث مذکور سے ہر طبقہ میں انبیاء کا ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم کا ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہوتا ہے۔ مگر اس کا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلعم کے ثابت نہیں۔ اور نہ یہ میرا عقیدہ ہے۔ کہ وہ خاتم مماثل آنحضرت صلعم کے ہوں اس لیے کہ اولاد آدم جس کا ذکر ولقد کرمنا بنی آدم میں ہے۔ اور سب مخلوقات سے افضل ہے وہ اسی طبقہ کے آدم کی اولاد ہے۔ بالاجماع اور ہمارے حضرت صلعم سب اولاد آدم سے افضل ہیں تو بلا شبہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہوئے۔ پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں۔ آپ کے مماثل کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ انتہی اور باوجود اس تحریر کے زید یہ کہتا ہے کہ اگر شرع سے اس کے خلاف ثابت ہوگا تو میں اسی کو مان لوں گا۔ میرا اصرار اس تحریر پر نہیں پس علماء شرع سے استفتاء یہ ہے کہ الفاظ حدیث ان معنوں کو محتمل ہیں یا نہیں۔ اور زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق یا خارج اہل سنت وجماعت سے ہوگا یا نہیں۔ بینوا توجروا

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ خاتم النبیین و سید المرسلین وآلہ واصحابہ اجمعین۔ بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنے خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنے ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء

سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تأخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قد وقامت وشکل ورنگ وحسب ونسب وسکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں [1] اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجیے۔ باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس لیے سد باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل جھوٹے دعویٰ کرکے خلائق کو گمراہ کریں گے۔ البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے پر جملہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم اور جملہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں کیا تناسب تھا۔ جو ایک دوسرے پر عطف کیا اور ایک مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا۔ اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں اگر سد باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لیے اور بیسیوں موقعے تھے۔ بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے۔ جس سے تأخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے۔ اور افضلیت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا مثال درکار ہو تو لیجیے زمین وکہسار اور در و دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں اور ہماری غرض وصف

[1] اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کرنے میں ۱۲

سلسلۂ علم وعمل کیا چلے۔ غرض اختتام اگر بایں معنے تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ مگر جیسے اطلاق خاتم النبیین اس بات کو مقتضی ہے کہ اس لفظ میں کچھ تاویل نہ کیجیے اور علی العموم تمام انبیاء کا خاتم کہیے۔ اسی طرح اطلاق لفظ مثلھن جو آیہ اللّٰہ الذی خلق سبع سمٰوٰت ومن الارض مثلھن یتنزل الامر بینھن میں واقع ہے اس بات کو مقتضی ہے کہ سوا تباین ذاتی ارض وسما جو لفظ سمٰوٰت اور لفظ ارض سے مفہوم ہے اور ان دونوں لفظوں کا ذکر کرنا اس باب میں بمنزلہ استثناء ہے اور نیز علاوہ اس تباین کے جو بوجہ اختلاف لوازم ذاتی یا اختلاف مناسبات ذاتی خواہ منجملہ لوازم وجود ہوں یا مفارق بین السماء والارض متصور ہے۔ اور بالتزام مستثنیٰ ہے بجمیع الوجوہ بین السماء والارض مماثلت ہونی چاہیے سو اس میں سے مماثلت فی العدد اور فوق وتحت ہونے میں مماثلت تو اسی حدیث مرفوع سے معلوم ہوتی ہے جس سے تحقق سبع ارضین معلوم ہوا ہے اور صاحب مشکوٰۃ نے بحوالہ امام ترمذی اور امام احمد باب بدء الخلق میں اس کو روایت کیا ہے اور ترمذی میں کتاب التفسیر میں سورۂ حدید کی تفسیر میں روایت کیا ہے وہ حدیث یہ ہے۔

وعن ابی ھریرۃ قال بینا نبی اللّٰہ صلعم جالس واصحابہ اذ اتی علیھم سحاب فقال نبی اللّٰہ صلعم ھل تدرون ما ھٰذا قالوا اللّٰہ ورسولہ اعلم قال ھٰذہ العنان ھٰذہ روایا الارض یسوقھا اللّٰہ الی قوم لا یشکرونہ ولا یدعونہ ثم قال ھل تدرون ما فوقکم قالوا اللّٰہ ورسولہ اعلم قال فانھا الرقیع سقف محفوظ وموج مکفوف ثم قال ھل تدرون ما بینکم وبینھا قالوا اللّٰہ ورسولہ اعلم قال بینکم وبینھا خمس مائۃ عام ثم قال ھل تدرون ما فوق ذالک قالوا اللّٰہ ورسولہ اعلم قال سماءان بعد ما بینھما خمسمائۃ سنۃ ثم قال کذالک حتی عد سبع سمٰوٰت

ما بین کل سمائین ما بین السماء والارض ثم قال ھل تدرون ما فوق ذالک قالوا اللّٰہ ورسولہ اعلم قال ان فوق ذالک العرش وبینہ وبین السماء بعد ما بین السمائین ثم قال ھل تدرون ما الذی تحتکم قالوا اللّٰہ ورسولہ اعلم قال انھا الارض ثم قال ھل تدرون ما تحت ذالک قالوا اللّٰہ ورسولہ اعلم قال ان تحتھا ارضا اخری بینھما مسیرۃ خمسمائۃ سنۃ حتی عد سبع ارضین بین کل ارضین مسیرۃ خمسمائۃ سنۃ ثم قال والذی نفس محمد بیدہٖ لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السفلی لھبط علی اللّٰہ ثم قرأ ھو الاول والاٰخر والظاھر والباطن وھو بکل شیء علیم۔
رواہ احمد والترمذی انتہٰی۔

اس حدیث کے علاوہ اس کے کہ یہ زمین سب میں اوپر ہے سات زمینوں کا ہونا اور وہ بھی نیچے اوپر ہونا اور ہر ایک زمین سے دوسری زمین تک ساتوں زمینوں میں پانچ سو برس کی راہ کا فاصلہ ہونا بتصریح ثابت ہے۔ غرض یہ تین مماثلتیں تو اسی حدیث بتصریح معلوم ہو گئیں جس کے معلوم ہونے سے یہ خیال کہ بعد منہائی تباین مذکور کے اور سب باتوں میں بشہادت اطلاق وعموم کلام ربانی مماثلہ مراد ہے اور بھی قوی ہو گیا اور کیوں نہ ہو اول تو مثلھن بھی اس کلام اللہ میں جس میں لفظ خاتم النبیین جس کی اطلاق اور نبیین کی عموم کے باعث کسی نے آج تک ائمہ دین میں سے اس میں کسی قسم کی تاویل یا تخصیص کا کرنا جائز نہ سمجھا توراۃ وانجیل یا کسی پنڈت کی پوتھی میں نہیں جو احتمال تحریف وافتراء ہو پھر اس پر حدیث مذکور اس قدر مصدق خیال مذکور علاوہ بریں مقابل کعبہ وارض آسمان میں بیت المعمور کا ہونا اور پھر وہاں نظر کر مقابل کعبہ اوپر کہیں تک جاؤ اور نیچے تحت الثریٰ تک تو کعبہ ہی ہے خیال مماثلت کو اور دو چند مستحکم کرے دیتا ہے بایں ہمہ اطلاق مماثلت میں مزید رفعت مراتب نبوی صلعم ہے یہاں تک کہ اگر اطلاق مذکور کو تسلیم نہ کیجیے تو رسول اللہ صلعم کی

اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجیے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ صلعم اور اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلعم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپکی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپکی افضلیت ثابت ہو جائیگی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونا منشیت خاتمیت ہے معارض و مخالف خاتم النبیین نہیں جو یوں کہا جائے کہ یہ اثر شاذ یعنے مخالف روایۃ ثقات ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہو گیا ہوگا کہ حسب مزعوم منکران اثر اس اثر میں کوئی علت غامضہ بھی نہیں جو اسی راہ سے انکار صحت کیجیے کیونکہ اول تو امام بیہقی کا اس اثر کی نسبت صحیح کہنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں کوئی علت غامضہ خفیہ قادح فی الصحۃ نہیں دوسرے شذوذ تھا تو یہی تھا کہ مخالف جملہ خاتم النبیین ہے۔ اور علت تھی تب یہی تھی۔ اگر اور کوئی آیت یا حدیث ایسی ہی جس سے سات سے کم زیادہ زمینوں کا ہونا انبیاء کا کم و بیش ہونا یا نہ ہونا ثابت ہوتا تو کہہ سکتے تھے کہ وجہ شذوذ یہ ہے مگر آج تک نہ کسی نے ایسی آیۃ و حدیث سنی نہ مدعیوں نے پیش کی علے ہذا القیاس مضمون علت قادحہ کو خیال فرمائیے آج تک سوا مخالفت مضمون مذکور کسی نے کوئی وجہ قادح فی الاثر المذکور پیش نہیں کی اور فقط احتمال بے دلیل اس باب میں کافی نہیں ورنہ بخاری و مسلم کی حدیثیں بھی اس حساب سے شاذ و معلل ہو جائیں گی۔ اور نیز یہ بھی واضح ہو گیا ہوگا کہ یہ تاویل کہ یہ اثر اسرائیلیات سے ماخوذ ہے۔ یا انبیاء ارضی ماتحت سے مبلغان احکام مراد ہیں ہرگز قابل التفات نہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ باعث تاویلات مذکورہ فقط یہی مخالفت خاتمیت تھی۔ جب مخالفت ہی نہیں تو ایسی تاویلیں کیوں کیجیے جن مدلول معنے مطابقی سے کچھ علاقہ ہی نہیں باقی رہی یہ بات کہ بڑوں کی تاویل کو نہ مانئے تو ان کی تحقیر نعوذ باللہ لازم آئے گی۔ یہ انہیں لوگوں کے خیال میں آ سکتی ہے جو بڑوں کی بات فقط از راہ بے ادبی نہیں مانا کرتے۔ ایسے لوگ اگر ایسا سمجھیں تو بجا ہے الم یقیس علی

نفسہ اپنا یہ وطیرہ نہیں نقصان شان اور چیز ہے اور خطا و نسیان اور چیز اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آ گیا۔ اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہدی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا ۔

گاہ باشد کہ کودک نادان   بغلط بر ہدف زند تیرے

ہاں بعد وضوح حق اگر فقط اس وجہ سے کہ یہ بات میں نے کہی اور وہ اگلے کہہ گئے تھے میری نہ مانیں اور وہ پرانی بات گائے جائیں تو قطع نظر اس کے کہ قانون محبت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بہت بعید ہے ویسے بھی اپنی عقل و فہم کی خوبی پر گواہی دیتی ہے۔ پھر با ایں ہمہ یہ اثر اگرچہ بظاہر موقوف ہے مگر با معنے مرفوع ہے۔ اس لئے کہ صحابی کا بطور جزم اُن امور کا بیان کرنا جن میں عقل کو دخل نہ ہو اہل حدیث کے نزدیک مرفوع ہوتا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ صحابہ سب کے سب عدول اور پھر عدول بھی اول درجہ کے۔ تقوی میں ایسے پکے کہ اور کسی سے ان کی ریس نہیں ہو سکتی پھر یہ کب ہو سکتا ہے کہ عمداً جھوٹ بولیں اور وہ بھی دین کے مقدمے میں ہاں بطور احتمال جیسا کہ استنباط میں ہوا کرتا ہے ایسی باتوں میں جن میں عقل کو مداخلت ہے دخل دیدیں ان سے ممکن ہے بلکہ واقع اور ان سے کیا تمام اکابر سے یہ بات منقول ہے۔ مگر اثر مذکور کا بطور جزم ہونا اور مضمون مذکور کا عقلیات میں سے نہ ہونا ظاہر و باہر ہے سو جب اثر مذکور مرفوع ہوا اور سنداً اسکی صحیح آیت مذکور اس کی موید محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف مائل حسن انتظام جو ہر نوع میں مشہود ہے اس پر شاہد عظمت قدرت اس پر دال تسپر بھی انکار کیا جائے تو بجز اس کے کیا کہا جائیگا کہ امثال روافض و خوارج و اہل اعتزال ایسی باتیں کیا کرتے۔ ان فرقوں نے بھی بوجہ قصور فہم آیات والہ روئیت و تقدیر و خلق و افعال میں تاویلیں کیں اور احادیث مصرحہ مضامین مذکورہ کو تسلیم نہ کیا بلکہ تکذیب سے پیش آئے سو جیسے آیات مذکورہ کی تاویلوں اور احادیث مذکورہ کی تکذیبوں کے باعث اہل حق نے ان کو دائرہ اہل سنت و جماعت سے خارج سمجھا ایسے ہی منکر اثر مذکور کو بھی سمجھنا چاہیے۔ انتہا

ذاتی ہونے سے اتنی ہی تھی با اینہمہ یہ وصف اگر آفتاب کا ذاتی نہیں تو جس کا تم
کہو وہی موصوف بالذات ہوگا۔ اور اس کا نور ذاتی ہوگا کسی اور سے مکتسب اور
کسی اور کا فیض نہ ہوگا۔ الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ
ختم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خدا کے لئے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو
یہی ہے یعنی ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی یعنی بالعرض ہیں اور
یہی وجہ ہے کہ کبھی موجود کبھی معدوم کبھی صاحب کمال کبھی بے کمال رہتے ہیں
اگر یہ امور مذکورہ ممکنات کے حق میں ذاتی ہوتی تو یہ انفصال و اتصال نہ ہوا کرتا
علے الدوام وجود اور کمالات وجود ذات ممکنات کو لازم ملازم رہتے۔ سو اسی طور
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے۔ یعنی آپ موصوف بوصف
نبوت بالذات ہیں۔ اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی
نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ پر سلسلہ نبوت مختتم
ہو جاتا ہے۔ غرض آپ جیسے نبی الامۃ ہیں ویسے ہی نبی الانبیاء بھی ہیں۔ اور یہی وجہ ہوئی
کہ بشہادت۔ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول
مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ۔ اور انبیاء کرام علیہ وعلیہم السلام سے آپ پر
ایمان لانے اور آپ کے اتباع اور اقتداء کا عہد لیا گیا۔ ادھر آپ نے یہ ارشاد
فرمایا کہ اگر حضرت موسٰی بھی زندہ ہوتے تو میرا ہی اتباع کرتے علاوہ بریں بعد
نزول حضرت عیسٰی کا آپ کی شریعت پر عمل کرنا اسی بات پر مبنی ہے ادھر رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ علمت علم الاولین والآخرین بشرط فہم اسی جانب
مشیر ہے شرح اس معمہ کی یہ ہے کہ اس ارشاد سے ہر خاص و عام کو یہ بات واضح
ہے کہ علوم اولین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین اور۔ لیکن وہ سب علوم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میں مجتمع ہیں سو جیسے علم سمع اور ہے اور علم بصر اور اور یہ باتیں
بہ قوت عاقلہ اور نفس ناطقہ میں یہ سب علوم مجتمع ہیں ایسے ہی رسول اللہ صلعم
اور انبیاء باقی کو سمجھئے۔ پر ظاہر ہو کہ سمع و بصر اگر مدرک عالم ہیں تو بالعرض

ہیں ورنہ مدرک حقیقی اور عالم تحقیقی وہ عقل اور نفس ناطقہ ہی ہے اسی طرح سے
عالم حقیقی رسول اللہ صلعم ہیں اور انبیاء باقی اور اولیاء اور علماء گذشتہ و مستقبل
اگر عالم ہیں تو بالعرض ہیں۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی اہل فہم جانتے ہیں کہ نبوت کمالات
علمی میں سے ہے کمالات عملی میں نہیں۔ الغرض کمالات ذوی العقول کل دو کمالوں
میں منحصر ہے ایک کمال علمی دوسرا کمال عملی اور بنا مدح کل انہیں دو باتوں پر
ہے۔ چنانچہ کلام اللہ میں چار فرقوں کی تعریف کرتے ہیں نبیین اور صدیقین اور
شہداء اور صالحین جنہیں سے انبیاء اور صدیقین کا کمال تو علمی ہے اور شہداء
اور صالحین کا کمال عملی انبیاء کو تو منبع العلوم اور فاعل اور صدیقین کو مجمع العلوم اور
قابل سمجھئے اور شہداء کو منبع العمل اور فاعل اور صالحین کو مجمع العمل اور قابل خیال
فرمائیے۔ دلیل اس دعویٰ کی یہ ہے کہ انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو
علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی
ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ اور اگر قوت عمل اور ہمت میں انبیاء امتیوں سے زیادہ بھی
ہوں تو یہ معنے ہوتے کہ مقام شہادت اور وصف شہادت بھی ان کو حاصل ہے مگر
کوئی ملقب ہوتا ہے جو مرزا جان جاناں صاحبؒ شاہ غلام علی صاحبؒ شاہ ولی اللہ
صاحبؒ اور شاہ عبد العزیز صاحبؒ چاروں صاحبؒ جامع بین الفقر والعلم تھے پر
مرزا صاحبؒ اور شاہ غلام علی صاحبؒ تو فقیری میں مشہور ہوئے اور شاہ ولی اللہ
صاحبؒ اور شاہ عبد العزیز صاحبؒ علم میں وجہ اس کی یہی ہوئی کہ ان کے علم پر تو
ان کی فقیری غالب تھی اور ان کی فقیری پر ان کا علم اگرچہ ان کے علم سے ان کا علم یا
ان کی فقیری کم نہ ہو سو انبیاء میں سے علم عمل سے غالب ہوتا ہے اگرچہ ان کا عمل اور
ہمت اور قوت اوروں کے عمل اور ہمت اور قوت سے غالب ہو۔ بہرحال علم میں انبیاء
اوروں سے ممتاز ہوتے ہیں اور مصداق نبوت وہ کمال علمی ہی ہے جیسا کہ مصداق
صدیقیت بھی وہ کمال علمی ہے چنانچہ لفظ نبأ و صدق بھی ماخذ اوصاف مذکورہ ہے
اس بات پر شاہد ہے نبا خود خبر کو کہتے ہیں۔ جو اقسام علوم یا معلوم میں سے ہے اور

بعض لوگ کلمات توہین کے معنی میں قسم قسم کی تاویلیں کرتے ہیں لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ اگر کسی تاویل سے معنی مستقیم بھی ہو جائیں اور اس کے باوجود عرف عام و محاورات اہل زبان میں اس کلمہ سے توہین کے معنی مفہوم ہوتے ہوں تو وہ سب تاویلات بے کار ہوں گی، مثلاً ایک شخص اپنے والد یا استاد کو کہتا ہے کہ آپ بڑے ولد الحرام ہیں اور تاویل یہ کرتا ہے کہ لفظ حرام کے معنی فعل حرام نہیں، بلکہ محترم کے ہیں، کوئی اہل انصاف کسی بزرگ کے حق میں اس تاویل کی رو سے لفظ ولد الحرام بولنے کو قطعاً جائز نہیں رکھے گا اور ان کلمات کو بر بنائے عرف و محاورات اہل زبان کلمات توہین ہی قرار دے گا۔

لہذا ہم ناظرین کرام سے درخواست کریں گے کہ وہ علماء دیوبند کی توہین آمیز عبارات پڑھتے وقت اس اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے دیکھیں کہ عرف و محاورہ کے اعتبار سے ان عبارت میں توہین ہے یا نہیں؟۔

"تحذیر الناس" کی عبارت "بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی کچھ فرق نہ آئے گا"
(تحذیر الناس، ص ۳۴، مطبوعہ دار الاشاعت، اردو بازار کراچی نمبر ۱)

"اب اس تاویل میں نانوتوی وغیرہ کے جتنے بھی اقوال پیش کریں یہ عبارت اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد بالفرض اگر کوئی نبی پیدا ہو جائے تو ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں آئے گا، یہ ہے وہ طریقہ استدلال جو مرزائی مذہب والے لوگ دن رات پیش کر رہے ہیں، عرض ہے کہ نبی پیدا ہونے والی بات کہاں سے آ گئی؟ 'لا نبی بعدی' وغیرہ نصوص شرعیہ کی رو سے کسی نبی کا پیدا ہونا محال اور ناممکن ہے، اگر معاذ اللہ ان تمام نصوص شرعیہ کو رد کر کے کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ دوسرا نبی پیدا ہو سکتا ہے یا کسی نبی کے پیدا ہونے کے باوجود بھی ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں آتا تو عرض ہے کہ فرق بالکل آتا ہے، اس قول سے تو ختم نبوت والا عقیدہ ہی ختم ہو جاتا ہے، اگر کوئی شخص کہے کہ "اگر بالفرض اللہ کا کوئی شریک پیدا ہو جائے تو توحید میں کوئی فرق نہیں آئے گا" بالکل جھوٹ اور باطل ہے، اس طرح تو توحید سرے سے ہی ختم ہو جائے گی"۔

"تحذیر الناس" کی عبارت "بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی کچھ فرق نہ آئے گا"
(تحذیر الناس، ص ۳۴، مطبوعہ دار الاشاعت، اُردو بازار کراچی نمبر ۱)

"مولوی محمد قاسم کی عبارت یہ ہے:۔
'بالفرض بعد زمانہ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا'
غور کیجئے۔ بالفرض اگر نبی پیدا ہو تو حضور کی خاتمیت میں فرق آئے گا یا نہیں۔ اگر آپ کہیں نہیں آئے گا تو غلط ہے۔ کیوں اس لئے کہ:۔

(۱) اگر بالفرض اگر (کسی صاحب) کی دونوں آنکھیں نکال دی جائیں تو پھر بھی ان کی بینائی میں کچھ فرق نہیں آئے گا؟

(۲) بالفرض اگر (کسی صاحب) کے سر کو جسم سے جدا کر دیا جائے تو پھر بھی ان کے زندہ رہنے میں کچھ فرق نہیں آئے گا؟

(۳) بالفرض اگر (کوئی صاحب) اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو پھر بھی اُن کے نکاح میں کچھ فرق نہیں آئے گا؟

(۴) بالفرض اگر (کوئی صاحب) زنا کرلیں تو پھر بھی ان کی پاک دامنی میں کچھ فرق نہ آئے گا؟

ہم کہتے ہیں اور ساری دنیا کے انسان کہتے ہیں کہ بالفرض حضور کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدیہ میں ضرور فرق آئے گا۔ کیونکہ اس صورت میں حضور آخری نبی نہیں رہیں گے اور مولوی قاسم کہتے ہیں بالفرض حضور کے بعد نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیہ میں کچھ فرق نہیں آئے گا"

تحذیر الناس، مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند

مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ دیوبند ص ۲-۳-۱۴-۲۴ کا عکس

خط کشیدہ عبارت ص۳ کی ابتدا میں بتایا، "عوام کے خیال میں خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے، مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ زمانہ کے تقدم یا تاخر میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔"

اس بات کو بنیاد قرار دے کر آیہ مبارکہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ پر بحث کرتے ہوئے لکھا کہ اس آیت کو تاخر زمانی کے معنی میں لیا جائے، تو یہ آیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح نہیں ہو سکتی۔ چونکہ یہ آیت مقام مدح میں واقع ہے، اس لیے خاتم بمعنی آخری نبی نہیں ہو سکتا۔

پھر اس پر مزید اضافہ کیا، اگر خاتم النبیین کا معنی آخری نبی مان لیا جائے، تو اس سے تین خرابیاں لازم آئیں گی:

اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ پر زیادہ گوئی کا وہم ہوگا (نعوذ باللہ) کیونکہ جب خاتم النبیین کا معنی آخری نبی مان لیا گیا، تو یہ آیتِ کریمہ مدح نہ ہوگی اور لفظ خاتم اوصافِ نبوّت میں سے نہ ہوگا، بلکہ قد و قامت اور شکل و رنگ کی طرح ایسا وصف ہوگا جس کو نبوت اور اس کے فضائل میں دخل نہ ہوگا۔

دوسری خرابی یہ لازم آئے گی کہ اس سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب نقصانِ قدر کا احتمال ہوگا، کیونکہ خاتم النبیین کا معنی اگر آخری نبی مان لیا گیا، تو اب یہ وصف مدح اور کمال نہ رہےگا، جبکہ ایسے اوصاف جن میں مدح و کمال نہ ہو ایسے ویسے لوگوں کے لیے بیان کیے جاتے ہیں۔

تیسری خرابی کو یوں بیان کیا اگر اس آیتِ قرآنی میں اس دین کے آخری ہونے کو بیان کرنا مان لیا جائے جو اگرچہ قابلِ لحاظ ہو سکتا ہے، مگر اس صورت میں قرآنی آیت کے دونوں جملوں مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ میں بے ربطی پیدا ہو جائے گی جو کہ اللہ تعالیٰ کے معجز کلام میں متصور نہیں ہو سکتی۔

ان تین مفروضہ دلائل سے یہ ثابت کرنے کے بعد کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی (تاخر زمانی) درست نہیں ہے۔ لکھا کہ یہاں خاتم النبیین کی خاتمت کی بنیاد اور بات پر ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہاں خاتم کا معنی بالذات (بلا واسطہ) نبی کے ہیں، یعنی حضور علیہ السلام بالذات نبی ہیں اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام بالعرض (بالواسطہ) نبی ہیں۔

پھر ص ۱۳ اور ۲۴ کی عبارت میں اس بات کی تصریح کر دی ہے "آپ کے زمانہ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تب بھی خاتمیتِ محمدیہ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

بعض لوگ یہاں پر لفظ "فرض" کا سہارا لیتے ہوتے کہتے ہیں کہ یہ بات فرض کی گئی ہے، جبکہ فرض تو محال کو بھی کیا جاسکتا ہے، حالانکہ وہ چشم پوشی سے کام لیتے ہیں، کیونکہ فرض اگرچہ محال کو بھی کیا جا سکتا ہے، مگر محال کے فرض کرنے پر فساد اور بطلان لازم آیا کرتا ہے۔ محال کے فرض کو ممکن یا صحت لازم نہیں آتی، جبکہ یہاں بعد میں پیدا ہونے والے نبی کو فرض کرنے پر کہا گیا ہے کہ کوئی خرابی لازم نہیں آتی، کیونکہ خاتمیت میں فرق نہیں آتا۔

نیز یہاں فرض تقدیری نہیں ہے، بلکہ فرض تجویزی ہے اسی لیے انہوں نے فرض کے ساتھ لفظ تجویز بھی استعمال کیا ہے۔ غرضیکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری نبی ہونے کو عوام کا خیال کہنا (جبکہ یہی معنی قطعی ہے اور اسی پر اجماعِ صحابہ اور اجماعِ امت ہے)

پھر واضح طور پر تاخر زمانی کے لحاظ سے آخری نبی کے معنی کو تین طرح سے نادرست ثابت کرنا اور ساتھ ہی یہ تصریح کرنا کہ خاتم النبیین کا معنی بالذات نبی کے ہیں اور اس پر صراحۃً بار بار یہ کہہ دینا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں یا آپ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے، تو خاتمیتِ محمدیہ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

یہی وہ عبارات ہیں، جن کی بنیاد پر قادیانی مرزا نے اپنی نبوت کی عمارت قائم کرلی۔

تابش قصوری

إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ رسالہ مؤلفہ جناب مولینا محمد قاسم صاحب نانوتوی

مزیل التباس در موضع اثر ابن عباس مسمّٰی بہ

باہتمام

(احقر) محمد علی مالک کتبخانہ امدادیہ دیوبند نے

بمبئی جوب برقی پریس دہلی سے طبع کراکر

کتبخانہ امدادیہ دیوبند سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس باب میں کہ زید نے بہ تتبع ایک عالم کے جس کی تصدیق ایک مفتی مسلمین نے بھی کی تھی دربارۂ قول ابن عباسؓ جو درمنثور وغیرہ میں ہے ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراھیم کابراھیمکم وعیسٰی کعیساکم ونبی کنبیکم کے یہ عبارت تحریر کی کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہے اور زمین کے طبقات جدا جدا ہیں اور ہر طبقے میں مخلوق الٰہی ہے اور حدیث مذکور سے ہر طبقے میں انبیاء کا ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم کا ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہوتا ہے مگر اس کا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت نہیں اور نہ یہ میرا عقیدہ ہے کہ وہ خاتم مماثل آنحضرت صلعم کے ہوں اس لئے کہ اولاد آدم جس کا ذکر وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ آدَمَ میں ہے اور سب مخلوقات سے افضل ہے وہ اسی طبقے کے آدم کی اولاد ہے بالاجماع اور ہمارے حضرت صلعم سب اولاد آدم سے افضل ہیں تو بلاشبہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہوئے پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں آپ کے مماثل کسی طرح نہیں ہو سکتے انتہی اور باوجود اس تحریر کے زید یہ کہتا ہے کہ اگر شرع سے اس کے خلاف ثابت ہوگا تو میں اسی کو مان لوں گا میرا اصرار اس تحریر پر نہیں پس علماء شرع سے استفسار یہ ہے کہ الفاظ حدیث ان معنوں کو متحمل ہیں یا نہیں اور زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق یا خارج اہل سنت و جماعت سے ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنے خاتم النبیین[۱] معلوم

[۱] یعنی آیۂ کریمہ میں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے اول اس کے معنی سمجھنے چاہئیں ۱۲

کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا
بایں معنی ہے کہ آپکا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر
روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ
وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح
میں سے نہ کہیئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح
ہوسکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسیکو یہ بات گوارا نہوگی کہ اس میں ایک تو خدا
کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و
نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جنکو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اسکو
ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ
اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے
ہیں اعتبار نہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس لئے سد باب اتباع
مدعیان نبوت کیا ہے جو کل جھوٹے دعوی کرکے خلائق کو گمراہ کریں گے البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے
پر جملہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ اور جملہ وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ میں کیا تناسب
تھا جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا اور
ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں اگر سد باب مذکور منظور
ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں موقع تھے بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانے اور
سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے
کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف
بالذات سے مکتسب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف جسکا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا
لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا مثال درکار ہو تو لیجئے زمین
و کہسار اور در و دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں اور ہماری
غرض وصف ذاتی ہونے سے اتنی ہی تھی بایں ہمہ یہ وصف اگر آفتاب کا ذاتی نہیں تو جسکا تم کہو
وہی موصوف بالذات ہوگا اور اس کا نور ذاتی ہوگا کسی اور سے مکتسب اور کسی اور کا فیض نہوگا
الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے چنانچہ خدا کے لئے کسی اور
خدا کے نہونے کیوجہ اگر ہے تو یہی ہے یعنی ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی یعنے بالعرض

لہ یعنی عوام کا خیال تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم اس معنی کر خاتم النبیین ہیں کہ آپ سب آخری — یعنی یہاں عوام کا

ہونا ثابت ہوتا ہے اور آپ کا اس وصف میں کسی کی طرف محتاج نہ ہونا اس میں انبیاء گذشتہ ہوں یا کوئی اور اسی طرح اگر فرض کیجئے آپ کے زمانہ میں بھی اس زمین میں یا کسی اور زمین میں یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہوگا اور اس کا سلسلہ نبوت بہرطور آپ پر ختم ہوگا اور کیوں نہ ہو عمل کا سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہے جب علم ممکن البشری ختم ہو لیا تو پھر سلسلہ علم و عمل کیا چلے غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے مگر جیسے اطلاق خاتم النبیین اسبات کو مقتضی ہے کہ اس لفظ میں کچھ تاویل نہ کیجئے اور علی العموم تمام انبیاء کا خاتم کہئے اسی طرح اطلاق لفظ مثلہن جو آیہ اللہ الذی خلق سبع سمٰوات ومن الارض مثلہن یتنزل الامر بینہن ...... میں واقع ہے اس بات کو مقتضی ہے کہ سوا تبائن ذاتی ارض و سما جو لفظ سمٰوات اور لفظ ارض سے مفہوم ہے اور ان دونوں لفظوں کا ذکر کرنا اس باب میں بمنزلہ استثنار ہے اور نیز علاوہ اس تبائن کے جو بوجہ اختلاف لوازم ذاتی یا اختلاف مناسبات ذاتی خواہ منجملہ لوازم وجود ہوں یا مفارق بین السماء والارض متصور ہے اور بالالتزام مستثنے ہے بجمیع الوجوہ بین السماء والارض مماثلت ہونی چاہئے سو اس میں سے مماثلت فی العدد اور مماثلت فی البعد اور فوق و تحت ہونے میں مماثلت تو اسی حدیث مرفوع سے معلوم ہوتی ہے جس سے تحقق سبع ارضین معلوم ہوا ہے اور صاحب مشکوٰۃ نے بحوالہ امام ترمذی اور امام احمد باب بدء الخلق میں اس کو روایت کیا ہے اور ترمذی میں کتاب التفسیر میں سورۂ حدید کی تفسیر میں روایت کیا ہے وہ حدیث یہ ہے۔ وعن ابی ہریرۃ قال بینما نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالس واصحابہ اذ اتی علیہم سحاب فقال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل تدرون ما ہذا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ہذہ العنان ہذہ روایات الارض یسوقہا اللہ الی قوم لایشکرونہ ولا یدعونہ ثم قال ہل تدرون ما فوقکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فانہا الرقیع سقف محفوظ وموج مکفوف ثم قال ہل تدرون ما بینکم وبینہا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال بینکم وبینہا خمسمائۃ عام ثم قال ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال سماءان بعد ما بینہما خمسمائۃ سنۃ ثم قال ذلک حتے عد سبع سمٰوات ما بین کل سمائین ما بین السماء والارض ثم قال ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ان فوق ذلک العرش وبینہ وبین السماء بعد ما بین السمائین ثم قال ہل

اب اتنا ہی اقرار کریں بلکہ اس سے بھی بڑھکر انکار رہیں تو تکذیب رسول اللہ صلعم کا کھٹکا بھی تھا اقرار
میں تو کچھ اندیشہ ہی نہیں بلکہ سات زمینوں کی جگہ اگر لاکھ دو لاکھ اوپر نیچے اسیطرح اور زمینیں تسلیم کیجئے
تو میں ذمہ کش ہوں کہ انکار سے زیادہ اس اقرار میں کچھ وقعت نہوگی نہ کسی آیتہ کا تعارض نہ کسی
حدیث سے معارضہ رہا۔ اثر معلوم اس میں سات سے زیادہ کی نفی نہیں سو جب انکار اثر مذکور بھی
باوجود تصحیح ائمہ حدیث یہ جرأت ہے تو اقرار افزائی زائدہ از سبع میں تو کچھ ڈر ہی نہیں علاوہ بریں
بر تقدیر خاتمیت زمانی انکار اثر مذکور میں قدر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ افزایش نہیں ظاہر ہے کہ اگر ایک شہر
آباد ہو اور اس کا ایک شخص حاکم ہو یا سب میں افضل تو بعد اسکے کہ اس شہر کی برابر دوسرا ویسا
ہی شہر آباد کیا جاوے اور اس میں بھی ایسا ہی ایک حاکم ہو سب میں افضل تو اس شہر کی آبادی
اور اس کے حاکم کی حکومت یا اس کے فرد افضل کی افضلیت سے حاکم یا افضل شہر اول کی
حکومت یا افضلیت میں کچھ کمی نہ آجائیگی اور اگر در صورت تسلیم اور چھ زمینوں کے
وہاں کے آدم و نوح وغیرہم علیہم السلام یہاں کے آدم و نوح علیہم السلام وغیرہم سے زمانہ
سابق میں ہوں تو باوجود مماثلث کلی بھی آپ کی خاتمیت زمانے سے انکار نہو سکے گا جو وہاں
کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مساوات میں کچھ حجت کیجئے ہاں اگر خاتمیت بمعنے اتصاف ذاتی بوصف نبوت
لیجئے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں
سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپکی
افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائیگی بلکہ اگر بالفرض بعد
زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا چہ جائیکہ
آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے بالجملہ
ثبوت اثر مذکور دونا ثبت خاتمیۃ ہے معارض و مخالف خاتم النبیین نہیں جو یوں کہا جائیگا
یہ اثر شاذ بمعنی مخالف روایۃ ثقات ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہو گیا ہوگا کہ حسب مزعوم منکران
اثر اس اثر میں کوئی علت غامضہ بھی نہیں جو اسی راہ سے انکار صحت کیجئے کیونکہ اول تو امام
بیہقی کا اس اثر کی نسبت صحیح لکھنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں کوئی علت غامضہ خفیہ
قادح فی الصحۃ نہیں دوسرے شذوذ تھا تو یہی تھا کہ مخالف جملہ خاتم النبیین ہے اور علت تھی
تب بھی یہی تھی اگر اور کوئی آیت یا حدیث ایسی ہی ہوتی جس سے سات کم زیادہ زمینوں
کا ہونا یا انبیاء کا کم و بیش ہونا یا نہونا ثابت ہوتا تو کہہ سکتے تھے کہ وجہ شذوذ یہ ہے مگر جبتک